THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, March 22, 2017
(260th Session)
Volume III, No. 13
(Nos.01-14)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.
Volume III SP.III (13)/2017
No.13 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1

2. Leave of Absence 2

3. The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017 2

- Mr. Zahid Hamid, (Minister for Law and Justice) 2
- Senator Atta Ur Rehman 6
- Mr. Zahid Hamid, Federal Minister for Law and Justice 8
- Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini 8
- Senator Muhammad Usman Khan Kakar 12
- Observation of Mr. Chairman 13
- Senator Muhammad Ali Khan Saif 17
- Senator Mian Muhammad Ateeq Shaikh 19
- Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi 21
- Senator Mohammad Azam Khan Swati 22
- Senator Sherry Rehman 25
- Senator Saeedul Hassan Mandokhail 28

4. Consideration of the Constitution (Twenty-eighth Amendment) Bill, 2017 31

- Senator Muhammad Usman Khan Kakar 34
- Senator Taj Haider 37
- Senator Ilyas Ahmad Bilour 39
- Senator Lt. Gen. (Retd.) Abdul Qayyum 42
- Senator Ayesha Raza Farooq 43
- Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi 45
- Senator Ghous Muhammad Khan Niazi 49
- Senator Farhatullah Babar 51

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Wednesday, March 22, 2017

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mian Raza Rabbani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ
اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ
اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ
النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ اور سب مل کر اللہ کی رسیؔ کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس سے نجات دی اسی طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو

نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور بُرے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

(سورۃ آلعمران: آیات 104تا102)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications.

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر راحیلہ مگسی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 17, 20اور21مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we move on to Order No. 2. Order No. 2 stands in the name of Mr. Zahid Hamid, Minister for Law.

The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017

Mr. Zahid Hamid, (Minister for Law and Justice)

Mr. Zahid Hamid (Minister for Law and Justice): Thank you, Mr. Chairman. I hereby move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of rule 120 of the said Rules, be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend the Pakistan Army Act, 1952 [The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly.

Mr. Chairman: It has been moved under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of rule 120 of the said Rules, be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend

the Pakistan Army Act, 1952 [The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We now move on to Order No. 3. Order No. 3 stands in the name of Mr. Zahid Hamid, Minister for Law and Justice.

Mr. Zahid Hamid: Thank you, Mr. Chairman. I hereby move that the Bill further to amend the Pakistan Army Act, 1952 [The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? O.K it is opposed. Yes Minister for Law.

جناب زاہد حامد: جناب والا! جیسے آپ اور معزز سینیٹر صاحبان جانتے ہیں کہ اس معزز ایوان نے January, 2015 میں اکیسویں آئینی ترمیم pass کی تھی اور اس کے ساتھ Pakistan Army (Amendment) Act, 2015 pass کیا تھا۔ اس میں یادہانی کے طور پر اس آئینی ترمیم میں Article 175 میں ایک proviso add کیا گیا تھا کہ اس کی Clause 3 کی application نہیں ہو گی to trial of persons mentioned in certain Acts including the Pakistan Army Act. اس کے ساتھ ہی Pakistan Army Act کو First Schedule میں شامل کر دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں laws were exempted from the operation of Article 8 (1 & 2) i.e., any law in consistent with the Fundamental Rights will not be void. لہذا اس کے ساتھ ہی پھر Pakistan Army (Amendment) Act, 2015 pass ہوا تھا۔ اس کے تحت یہ clauses 3 & 4 add کی گئی تھیں to section 2 (1) d جس کے نتیجے میں

Terrorists using name of religion or a sect who are made subject to the Army Act and the trial of those terrorists were enabled under the Army Act.

جناب والا!اس کے بعد نومبر میں بھی تھوڑی سی ترمیم ہوئی تھی، two provisos relating to previous add کیے گئے تھے، detainees and also there would be amnesty with regard to proceedings in good faith. جب وہ sunset clause operation میں آئی، یہ دونوں ترامیم جو کی گئی تھیں, is subject to sunset clause of two years وہ دو سال January, 2017 میں ختم ہوئے۔ جب اسے review کیا گیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ whereas ان ترامیم سے positive results in the fight against terrorism حاصل ہوئے ہیں لیکن ابھی بھی چونکہ ایک grave threat to the integrity of Pakistan with the result of these terrorist groups to the security and integrity of Pakistan ہے، ابھی تک وہ extraordinary situation persist کر رہی ہے۔

یہ ضروری ہے کہ یہ جو special measures adopt کیے گئے تھے ان کو ابھی جاری رکھا جائے۔ ان کی جو معیاد ہے اس کی extension کی جائے۔ لہذا اسحاق ڈار صاحب کی سربراہی میں اور ان کی کوشش سے ایک consultative process جاری کیا گیا اور پھر سپیکر صاحب سے ایک request کی گئی کہ ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے۔ یہ پہلے شروع تو قومی اسمبلی سے کیا گیا تھا پھر سینیٹ سے بھی اس میں ممبران شامل کیے گئے۔ Parliamentary parties leaders کی 15 meetings ہوئیں۔ اس کی تفصیل بھی اسحاق ڈار صاحب بتائیں گے مگر as a result of that میں صرف نتیجہ ہی بتا رہا ہوں۔ ایک agreement ہوا جس کے تحت یہ broadly بتانا چاہ رہا ہوں کہ وہی Bill جو 2015 میں پاس ہوا تھا وہی Bill دوبارہ پاس کیا جائے۔ اس میں 4 additions کیے جائیں اور وہ 4 additions میں briefly بتا دیتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ

"Any person arrested, taken into custody or detained under this Act, after transfer of his custody to the military unit he is attached with for trail, shall

be produced before the standing military court specially empowered by the convening authority for this purpose or Commanding Officer as provided for in this Act".

دوسرا ہے۔

"The accused so attached will be provided grounds of arrest within twenty-four hours of arrest as provided for in this Act".

تیسرا ہے۔

"The accused shall have the right to engage a counsel of his choice at his trial as provided for in this Act. In case the accused is unable to engage a counsel due to any reason, the convening authority at its discretion, may provide a counsel, on the request of the accused, at state expense".

اور چوتھا ہے۔

"Provision of the *Qanun-e-Shahadat*, 1984 (President's Order X of 1984) shall apply at the trial as provided for in this Act and clause (2) of Article 1 of the *Qanun-e-Shahadat*, 1984 (President's Order X of 1984)".

Mr. Chairman, with these four additions this Bill as passed in 2015 is being presented before this august House. Only some portions of the Preamble, some portions only to bring it current with the present position have been changed otherwise it is strictly in accordance with the agreement among the parliamentary leaders of the both Houses. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: مولانا عطاء الرحمٰن صاحب۔

Senator Atta Ur Rehman

سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں کہ کہاں سے بات شروع کروں۔ جمعیت العلمائے اسلام کا اس حکومت کے ساتھ کے شریک ہونا اور اس کے باوجود ہم آج اس Act کی مخالفت کر رہے ہیں تو یقیناً اس کی کوئی وجہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی سیاسی پارٹی کا ورکر ہے یا سیاسی پارٹی کا کارکن ہے اور جو یہاں کے معزز اراکین ہیں وہ شاید اپنے دل میں ضرور یہ کہیں گے کہ آج جو کچھ ہونے جا رہا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے اور یہ ہمارے ملک اور سیاست کے لیے ایک نقصان دہ بات ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب دو سال قبل یہاں پر یہی Act آیا تھا اور اس کی منظوری دی جا رہی تھی تو یہاں ہمارے بہت سے فاضل ممبران نے پارٹی کی مجبوری کی بنیاد پر اس Act کا ساتھ دیا۔ ہم نے جو گزارشات حکومت کی خدمت میں کی تھیں، گزشتہ بل میں بھی ہم نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا تھا کہ اس Act میں مذہب اور اسلام کو target کیا گیا ہے اور صرف مذہبی دہشت گردی اور اسلام کو سامنے رکھ کر اس کو شامل کیا گیا ہے جبکہ دہشت گردی دہشت گردی ہے۔ چاہے کوئی داڑھی اور پگڑی والا کرے وہ بھی دہشت گرد ہے۔ چاہے کوٹ، پتلون اور ٹائی پہن کر دہشت گردی کرے وہ بھی دہشت گرد ہے۔ مدرسے میں پڑھنے والا دہشت گرد ہے، پڑھانے والا دہشت گرد ہے تو سکول اور کالج میں پڑھنے والا اگر دہشت گردی کرتا ہے تو وہ بھی دہشت گرد ہے۔ اس میں فرق نہ کیا جائے اور صرف کسی ایک طبقے یا مذہب کو target نہ بنایا جائے بلکہ ملک میں لسانیت کی بنیاد پر، قومیت کی بنیاد پر اور جہاں کہیں بھی کسی بھی بنیاد پر دہشت گردی کی جائے تو قانون جو بھی بنے، آئین میں جہاں پر بھی ترمیم ہو اس میں کسی ایک طبقے کو target نہیں کرنا چاہیے۔ آج دو سال کے بعد پھر یہ جماعت، پارٹی اور ہم اسی جگہ کھڑے ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے گزارش کی۔ اب اس میں جو تبدیلی لائی گئی وہ بھی صرف اتنی ہے کہ اسلام اور مذہب کا نام غلط استعمال نہ کیا جائے یعنی پھر بھی ہمارا مسئلہ ادھر ہی کھڑا ہے۔ کیوں اس کو target کیا جا رہا ہے، کیوں مذہب کو target کیا جا رہا ہے۔ مدارس میں سمجھتا ہوں کہ نہ اس میں کبھی ملوث رہے ہیں، نہ ملوث ہیں، نہ مذہبی طبقہ ملوث ہے اور نہ مذہبی طبقے نے کبھی یہ کام کیا ہے۔ ہاں، اگر کسی موقع پر یہاں اگر روس افغانستان میں آیا تو ہمارے اپنے اداروں نے پورے ملک کے نوجوانوں کو دعوت دی اور اس میں جہاں ملک کے دوسرے طبقوں کے لوگ گئے ہیں تو وہاں مدارس کے لوگ بھی گئے ہیں۔ اس وقت اس کو جہاد کہا گیا۔ اس وقت انہی لوگوں کو اداروں

نے ٹریننگ دی۔ ریاست نے اس کو ٹریننگ دی اور اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے پڑوسی ملک میں بھیجا گیا لیکن آج وہی ریاستی ادارے، آج ان کے شاگرد دہشت گرد ہیں اور جو استاد تھے وہ پاکیزہ ہو گئے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم نے حکومت سے یہ درخواست کی کہ آپ اس چیز کو درمیان سے نکال دیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ عجیب مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس کا ساتھ کوئی نہیں دیتا تو پھر ملک میں دھماکے ہوتے ہیں۔ پھر ہمارے بچوں کو target کیا جاتا ہے۔ پھر ہمارے نوجوانوں کو target کیا جاتا ہے اور پھر ہمیں مجبور ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ اس دہشت گردی کا راستہ روکنا چاہیے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کا راستہ روکنا چاہیے۔ دہشت گردی نہیں ہونی چاہیے اور اسلام کے نام پر اگر کوئی دہشت گردی کرتا ہے تو اس سے بڑا مجرم کوئی نہیں ہے۔ علماء کے طبقے نے تمام مکاتب فکر کے علماء نے جمع ہو کر بانگ دہل یہ فتویٰ دیا ہے کہ ہم پاکستان میں کسی قسم کی مسلح جدوجہد کے حامی نہیں ہیں۔ پھر علمائے دیوبند کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے سو سے ڈیڑھ سو کے درمیان جید علمائے کرام لاہور میں جمع ہوئے اور انہوں نے مل کر فتویٰ دیا کہ ہم پاکستان میں کسی بھی مسلح جدوجہد کے حامی نہیں ہیں۔ ہم غلط سمجھتے ہیں کہ جو سنگریزوں اور مورچوں میں بیٹھ کر مسلح ہو کر اپنی فوج پر یا اپنے ملک میں اس طرح کی افراتفری کا باعث بنتے ہیں پاکستان میں ہم ان کی حمایت نہیں کر سکتے اور جو کر رہے ہیں وہ مجرم ہیں لیکن اس کے باوجود بھی مذہب اور اسلام کو target بنایا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود بھی مذہب اور اسلام کے نام کو اس National Action Plan اور اس فوجی Act سے نہیں نکالا جا رہا ہے۔ لہذا میں یہاں پر بیٹھے ہوئے political workers اور تمام سیاسی جماعتوں سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ آئیں ذرا اپنی پارٹی اور اس سے بڑھ کر اپنے ضمیر کو جھنجوڑیں اور اپنے ضمیر سے پوچھیں، آج آپ کا ضمیر بھی آپ کو چیخ چیخ کر کہے گا کہ یہ غلط فیصلہ ہو رہا ہے۔ اس میں صرف مذہب کو target کیا جا رہا ہے۔ مذہب میرے باپ کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام کا ٹھیکیدار میں نہیں ہوں۔ ہم سب مسلمان ہیں اور اگر آج کے بعد اس ملک میں پھر سے مذہب کو target کیا گیا۔ پھر ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا، ان مدرسوں کو بند کیا گیا جو آپ کے ساتھ ہیں، جو دو سال پہلے تمام سیاسی کارکنوں کے ساتھ مل کر اس فوج کے، یہاں کے اداروں اور تمام political workers کے ساتھ مل کر آپ کی پشت پر کھڑے ہوئے لیکن اس کے باوجود یہاں مدرسے کو target کیا گیا، یہاں مسجد کو target کیا گیا، یہاں علماء کو target کیا گیا۔

اگر ایک مرتبہ پھر اسی پارلیمان سے اجازت لی جاتی ہے اور پھر مذہب کو target کیا جاتا ہے تو اس پورے ملک کو anarchy کی طرف لے جانے میں جہاں ہمارے دوسرے ادارے ملوث ہیں وہاں ہماری پارلیمنٹ بھی ملوث ہو گی، وہاں ہمارا یہ ادارہ بھی ملوث ہو گا لہٰذا میں دست بستہ یہ گزارش کروں گا کہ آج ہمیں موقع ملا ہے، ایک مرتبہ پھر جمیعت علمائے اسلام اس کو oppose کر رہی ہے، اس کے خلاف ہے۔ میں تمام ارکان پارلیمنٹ کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیے اپنے ضمیر کی آواز سنئے، اپنے دل کی آواز کو سنئے، اپنے اندر کی آواز سنئے اور جمیعت علمائے اسلام یا وہ ساتھی جو آج اس کو oppose کر رہے ہیں ان کا ساتھ دیجئے۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ، جی زاہد حامد صاحب۔

Mr. Zahid Hamid, Federal Minister for Law and Justice

Mr. Zahid Hamid: Please I would seek your indulgence, I said that

صرف یہ چار changes ہوئی ہیں لیکن ایک بڑی ضروری بات میں بتانا بھول گیا جواب مجھے یاد آیا جب مولانا صاحب بولے ہیں کہ ہم نے ایک اور ترمیم کی ہے۔ as compared to the original Bill, Clause-3 میں بھی اور Clause 4 میں بھی۔ ہم نے جہاں تھا کہ terrorist using the name of religion or sect, اس کو ہم نے misusing کر دیا ہے۔ اور misusing سے اس کے سارے معنی بدل گئے ہیں۔ جناب! میں اس کی dictionary meaning لے کر آیا ہوں and that is wrong or improper use, incorrect use, used in a wrong way. wrong, incorrect use, linkage, the وہ اب meaning لہٰذا اس کے Act itself says,' it is an incorrect use. لہٰذا یہ میرا خیال تھا کہ میں record بھی درست کر دوں اور for the future discussion بتا بھی دوں۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ، جمالدینی صاحب۔

Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب! پہلی بات جو میں کہنا چاہ رہا ہوں، دو سال پہلے جو recommendations جو آئینی ترمیم لائی گئی اس میں unluckily or luckily میں کہوں کہ میری پارٹی کو بلایا نہیں گیا تھا بلکہ اس سے

consultation نہیں کی گئی تھی۔ بہر حال وہ ترمیم لائی گئی اور اس کے توسط سے بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو زیر بحث بھی آئیں اور ان پر عمل درآمد بھی ہوا۔

میں اور میری پارٹی جمہوری اداروں کی مکمل حمایت کرتے ہوئے پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ کے اداروں کی حمایت کیا کرتا ہوں۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں۔۔۔

Mr. Chairman: Can I have order in the House?

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: اختیارات مکمل طور پر پارلیمنٹ کے پاس ہونے چاہییں اور پھر سیاسی جماعتوں کو ایسے کسی بھی بل کی حمایت نہیں کرنی چاہیے جو political parties آئین اور جمہوری اداروں کی بالادستی پر یقین رکھتی ہیں۔

جناب چیئرمین! پہلی افغان جنگ کے بعد یہاں جو چیزیں پیدا کی گئیں یا پیدا ہوئیں، national or international حالات کی وجہ سے وہ سب پر عیاں ہیں چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ میں یقیناً مذہب اور جتنے اسلامی ادارے ہیں ان کی حمایت کرتے ہوئے یہ بھی کہوں گا کہ پہلی افغان جنگ میں تمام مذہبی جماعتوں نے افغان جنگ کی حمایت کی، جن کے تمام ووٹ ان کی حمایت میں تھے اور بعض اسلامی جماعتوں نے پیسے بھی بنائے اور وہ ارب پتی بھی بن گئے لیکن یہ کیا تبدیلی آئی کہ دوسری افغان جنگ میں تمام چیزیں تبدیل ہو گئیں۔

میں مولانا صاحب کی اس بات پر یقین بھی رکھتا ہوں کہ مذہب کو قطعاً target نہیں بنانا چاہیے۔ ان کے اداروں کی حفاظت ہونی چاہیے، ہمیں ان کو value دینی چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اسی ملک میں بعض سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے گھروں سے لوگ پکڑے گئے ہیں اور نکالے جا چکے ہیں۔ اگر ہمارے پاس اس طرح کا double standard ہے کہ ایک طرف ہم پالنے کی کوشش کریں اور دوسری طرف اسے condemn کرنے کی کوشش کریں تو یہ ہمارے ملک کے ساتھ انصاف نہیں ہو گا۔

میری پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ جمہوری اداروں کو مضبوط ہونا چاہیے، جمہوری سسٹم کو مضبوط ہونا چاہیے۔ ہم ایسے کسی بھی بل کی حمایت نہیں کرتے جس میں dictatorial فکر اور فلسفے کی بو آتی ہو۔ کل ہم نے first amendment کا فیصلہ کیا اور ابھی ایک بار پھر ہم amendment لا رہے ہیں۔ شاید ہماری سیاسی جماعتیں بھی اس amendment کا حصہ ہیں۔ کم از کم بلوچستان نیشنل پارٹی اس کا حصہ اس لئے نہیں بنتی اور بننا بھی نہیں چاہتی کہ ہم

جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ کسی بھی غیر جمہوری ادارے، وہ ادارے جو ہماری Parliament کے under ہیں، جو ہمارے Established and democratic system کے under ہیں انہیں ایسے اختیارات دینا، میرے خیال میں ماضی میں ایسے precedents ہوں گے جن کا آپ جواب دینے سے قاصر ہوں گے۔ اب یہاں پر تو guarantee مانگی جاتی ہے کہ misuse نہیں ہوگا، جناب چیئرمین! misuse کی تو کیا بات، یہ ایسی کچھ چیزیں ہیں کہ میرے لوگوں کے خلاف قانون سے ہٹ کر، ماورائے قانون ایسے actions کئے جا چکے ہیں، وہاں ایسے عملیات ہو چکے ہیں، اس طرح لوگوں کو target کیا جا چکا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

ہم کل بھی یہ کہتے تھے کہ کسی کو بھی گرفتار کرنے کے بعد آپ کچہریوں کے سامنے پیش کر کے انہیں گنہگار ثابت کریں، انصاف کے کٹہرے میں لے کر آئیں۔ اگر یہ عمل ہمارے جمہوری ادارے نہیں کر پاتے، ہماری judiciary نہیں کر پاتی، ہمارے security agencies نہیں کر پاتیں تو پھر آپ کو تمام عمر اپنی آرمی کا سہارا لینا ہوگا۔ ہاں، آرمی قابل قدر ہے، سرحدوں کی محافظ بھی ہے، ضرب عضب میں ان کی قربانیاں بھی ہیں، لیکن ایک چیز اور بھی سوچنی ہے کہ یہ تمام چیزیں بنی کیسے، ان کو بنانے میں کونسے basic elements شامل تھے۔ کیا ہمارے ذہن میں کچھ ایسی چیزیں تھیں کہ اس سے ہم ملک کے جمہوری سسٹم کو بہتر بنا سکیں گے، پاکستان کے عوام کو ایک بہتر سسٹم دے پائیں گے۔ کیا یہاں جمہوریت کو ہم فروغ دے پائیں گے؟ یہ کل بھی نہیں تھا اور آج بھی نہیں ہے۔ ہاں ایک نظیر ضرور ہوگی، مستقبل میں جب کتابیں لکھی جائیں گی تو اس میں جمہوری سیاسی پارٹیوں کے دامن پر بھی یہ داغ ہوگا کہ انہوں نے ایسی amendment کروادی تھی۔

میں terrorism کا مخالف ہوں، terrorism کسی شکل میں ہو، میں خود اس سے متاثر ہوا ہوں۔ اگر یہ terrorism ختم نہیں ہوگی تو اس ملک میں جمہوری سسٹم پنپ نہیں سکتا، یہاں investment کبھی نہیں آئے گی، international market میں ہماری value کبھی نہیں بنے گی لیکن جناب چیئرمین! یہاں ایک چیز ضروری ہے کہ ہم نے کسی چیز کو in real terms ختم کرنے کی سعی اور فکر کرنی ہے۔ ہم نے یہ قسم بھی کھانی ہے کہ ہم in real terms تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ ہم نے terrorism ختم کرنی ہے۔ ہم اسلامی

اداروں کو قطعاً target نہیں بنانا چاہتے لیکن در پردہ ان لوگوں پر بھی نظر رکھنی ہو گی جو اس terrorism کو بالواسطہ فروغ بھی دیتے ہیں اور ان کی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔ ان کی مالی معاونت ہوتی ہے، اپنے ملک میں بھی اور ملک سے باہر بھی ہوتی ہے۔ یہاں sectarianism تباہی لا چکی ہے اور ہم کس نہج پر پہنچ چکے ہیں۔

اگر ہم اپنے ملک کو جمہوری سسٹم نہیں دے سکتے، اگر ہماری courts and security agencies ہمارے ملک میں کوئی سسٹم نہیں بنا سکتے تو کیا تمام عمر آپ کی dependency army پر ہو گی؟ آرمی ہماری ہے، اس ملک کی ہے۔ اس کی ہمیں اشد ضرورت بھی ہے، اس کی قدر بھی ہے لیکن اختیارات مکمل طور جمہوری اداروں کے پاس ہونے چاہییں۔ جمہوری سسٹم کو پنپنا چاہیے، جمہوری سسٹم کو built کیا جانا چاہیے تب یہ تمام چیزیں build ہوں گی۔

جناب چیئرمین! ایک بار پھر تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ پچھلی amendment کرتے وقت آپ کے آنسو نکلے تھے اور نہایت ہی افسوس ناک انداز میں آپ نے اس کی مخالفت کی تھی لیکن اپنی مجبوری بھی ظاہر کی تھی لیکن میں اپنی پارٹی، پاکستانی عوام اور پسے ہوئے عوام کی جانب سے جس کی بات تو کی جاتی ہے مگر اس پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ میں ایک بار پھر کہوں گا کہ کم از کم ایسی amendments ہماری Parliament کے شایان شان نہیں ہیں۔ یہ amendments اگر آپ کی جمہوری قوتیں build کر کے آگے لے کر جائیں گی تو آگے جا کر ہمیں اس کے نقصانات بھگتنے ہوں گے۔

ہمیں یقیناً ملک کے حالات کو ٹھیک کرنا ہو گا، دہشت گردی کو ختم کرنا ہو گا لیکن دہشت گردی کو ختم کرنے کے بعد اس سے ہٹ کر بھی ہمارے پاس security agencies ہیں۔ اگر آج ہم کورٹ، کچہریوں پر اعتبار نہیں کرتے، اگر آپ انہیں standardize نہیں کرتے، اگر آپ انہیں آج build نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ system کی بجائے فقط ایک ادارے کی حمایت کرتے ہیں اور آپ کی مجبوری ہے، آپ اس حد تک crippled ہو چکے ہیں کہ آپ فقط اسی ایک ادارے پر تکیہ کرتے ہیں۔ وہ ادارہ اپنا ہے، اس کی ہمیں قدر بھی ہے لیکن جتنے بھی فیصلے، جو بھی systems ہم نے بنانے ہوں گے، وہ جمہوری اداروں کے توسط سے بنانے ہوں گے۔

میری پارٹی Balochistan National Party جمہوری اداروں کی قدر کرتے ہوئے اسمبلیوں سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ اس طرح کی amendment کی بجائے اپنے آئینی اداروں کو مضبوط کریں گے، پارلیمنٹ کو مضبوط کریں گے، عدلیہ کو مضبوط کریں گے، security agencies کو زیادہ بااختیار بنائیں گے۔ جب security agencies کے پاس basic requirements نہیں ہوں گی تو پھر یہ ملک کیسے بنے گا۔

آج بھی پیٹرول کی ضرورت ہوتی ہے تو گاڑیوں کو دھکے لگائے جاتے ہیں۔ دیگر ایجنسیوں کے پاس اس طرح کی ضروریات ہوتی نہیں ہیں کہ وہ کچھ کر سکیں۔ اس وجہ سے میں یہ کہوں گا کہ تمام سیاسی جماعتوں کو مکمل طور پر concentration آئینی اداروں کی build-up پر دینی چاہیے کیونکہ جمہوریت کا تقاضا بھی یہی ہے، پارلیمنٹ کا تقاضا بھی یہی ہے اور ہمارے ملک کا تقاضا بھی یہی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کاکڑ صاحب۔

Senator Muhammad Usman Khan Kakar

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: مہربانی، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں نوروز پر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب! آپ خوش قسمت ہیں کہ اس بار آپ سینیٹ کے چیئرمین ہیں، لہٰذا آپ اس مرحلے سے نہیں گزر رہے ہیں، پھر بھی میں آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے اس دن بہت clear پیغام دیا پارلیمنٹ کو، ملک کو، تمام پارٹیوں کو کہ یہ آپ ٹھیک کام نہیں کر رہے ہیں۔ جناب! میں آپ کو داد دیتا ہوں کہ بطور چیئرمین آپ نے یہ کام کیا۔

جناب چیئرمین! فوجی عدالتیں کس لیے، کہتے ہیں کہ دہشت گردوں کے خلاف ہیں۔ دہشت گردی کی وجوہات کیا ہیں، دہشت گردی کی وجوہات آج سے تقریباً چالیس سال پہلے یورپ کے کہنے پر، غیر کے کہنے پر ہم نے افغانستان میں مداخلت کی، مذہب کے نام پر، کفر اور اسلام کے نام پر اسرائیل ہمارا ساتھی تھا، چائنا ہمارا ساتھی تھا، امریکن ہمارے ساتھی تھے، سب ہمارے ساتھی تھے۔ ہم نے یہاں پر مذہب پر سو استفادہ کر کے لوگوں کو trained کیا، ہم لوگ ہزاروں ٹن بارود، اسلحہ لائے۔

اس کے بعد 9/11 آیا، پھر ہم ان لوگوں کو لائے اور فاٹا میں بسایا۔ پھر وہی کیمپ، وہی ٹریننگ جس کے گواہ جنرل مشرف صاحب خود ہیں، جس کے گواہ کرنل امام صاحب خود ہیں، جس کے گواہ ایم۔ایم۔ عالم صاحب خود ہیں، جس کے گواہ جنرل حمید گل خود تھے، جس کی گواہ پارلیمنٹ ہے، تمام پارٹیاں ہیں۔ جناب! دہشت گردی سے زیادہ پشتون متاثر ہو چکے ہیں، ہمارے پچاس ہزار لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ فاٹا میں 1200 سے زیادہ ہمارے قومی مشران شہید ہو چکے ہیں۔ سکول، نقصان، infrastructure کو چھوڑ دیں، چالیس لاکھ IDPs ہو چکے ہیں۔ ہمارے پارٹی کے چیئرمین پر حملہ ہوا، ہمارے سو پارٹی کارکنان شہید ہو چکے ہیں۔ اسفند یار ولی خان صاحب پر حملہ ہوا، مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر حملہ ہوا، قاضی حسین احمد صاحب پر حملہ ہوا، شیر پاؤ صاحب پر حملہ ہوا۔

جناب چیئرمین: کاکڑ صاحب، میں معذرت چاہتا ہوں۔ ذرا ایک منٹ مجھے floor دے دیں، پھر میں آپ کو دوبارہ floor دیتا ہوں۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: جی۔

Observation of Mr. Chairman

Mr. Chairman: Can I have the attention of the honourable Members?

مجھے ابھی 11:44 بجے دو amendments موصول ہوئی ہیں جو مولانا عطاء الرحمٰن صاحب کی طرف سے ہیں۔ میں نے یہیں پر بیٹھے ہوئے obviously دونوں amendments کا جائزہ لیا ہے۔ میں آپ کو سب سے پہلے Rule 105 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 پڑھتا ہوں۔ یہ کہتا ہے کہ

"When a motion that a Bill be taken into consideration is carried, any member may propose an amendment to the Bill." Although it has not been carried as yet but "If notice of an amendment has not been given two working days before the day on which the relevant clause or schedule to the Bill is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail

unless the Chairman allows the amendment to be moved."

Taking advantage of this, since it is a very important piece of legislation, I am in short of time as well. I have considered both the amendments.

ایک ترمیم کا تعلق Army Act کے ساتھ ہے اور دوسری ترمیم کا تعلق آئینی ترمیم کے ساتھ ہے۔ جو Army Act amendment کے ساتھ ہے، وہ hit ہو رہی ہے sub-rule (i) of Rule 106 اور وہ یہ کہتا ہے کہ "The following conditions shall govern the admissibility of amendments:- Sub-rule (i) "An amendment shall be within the scope of the Bill" وہ ٹھیک ہے، وہ scope of the Bill میں ہے "and relevant to the subject matter of the clause to which it relates." یہ ایک omnibus ہے کہ جہاں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے، اس کو Bill سے حذف کر دیا جائے۔ لہٰذا this amendment جو Army Act میں ہے، that is hit by sub-rule (i) of Rule 106 and therefore, that is not admissible.

جو دوسری ترمیم ہے آئینی ترمیم کے بارے میں، وہ ترمیم درست ہے۔ میں Secretariat کو کہتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر process کر کے تمام اراکین کو circulate کر دی جائے تاکہ جب Constitution Amendment Bill take up کیا جائے تو جن جن شقوں کے ساتھ وہ amendment وابستہ ہے، وہ take up کی جا سکے اور اس پر voting ہو جائے۔

دو ترامیم ہیں، ایک in order ہے، وہ بھی ابھی process ہو جائے گی اور ایک اس میں out of order ہے، وہ اس سے hit ہو رہی ہے، ٹھیک ہے۔ کاکڑ صاحب، میں معذرت چاہتا ہوں لیکن یہ ضروری تھا۔ جی اب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: مہربانی، جناب چیئرمین! ضیاء الحق کا مارشل لاء تھا، مشرف کا مارشل لاء تھا، فوجی عدالتیں تھیں، انہوں نے اس کو کنٹرول کیا؟ دہشت گردی تو ضیاء الحق کی پیداوار ہے، مکمل فوجی عدالتیں تھیں، سول عدالتیں تھیں مشرف نے اس کو کنٹرول کیا؟ یہ فوجی

عدالتیں حل نہیں ہیں۔ جناب! مسئلہ یہ ہے کہ اقتدار کی خاطر، کرپشن کو چھپانے کی خاطر، مراعات کی خاطر ہم compromise کر رہے ہیں، پارلیمنٹ کی بالادستی پر، آئین پر، قانون پر جو کہ نہیں ہونا چاہیے، نہیں کرنا چاہیے۔ نام دے دیتے ہیں کہ قوم کی خاطر، قوم کے مفاد کی خاطر، ملک کے مفاد کی خاطر۔ میں تو یہ کہوں گا کہ آپ ملک کے مفاد کے خلاف یہ کام کر رہے ہیں۔ آ جائیں ایک دن ہم discuss کر لیں کہ ملکی مفاد کیا ہے، قومی مفاد کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ جنرل مشرف نے 9 March, 2007 کو عدلیہ پر حملہ کیا، اب trend بدل گیا، پارلیمنٹ کے ذریعے فوجی عدالتیں بن رہی ہیں۔

آپ نے، موجودہ حکومت نے خارجہ اور داخلہ پالیسی کو establishment کے حوالے کر دیا۔ صرف عدالتیں رہتی تھیں وہ بھی آپ کر رہے ہیں۔ یہ کام تھا آپ نے کر لیا، آپ نے کمال کر لیا۔ جناب چیئرمین! ہم یہ کہتے ہیں کہ ریاست کے مفاد میں یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی بالادستی ہو، پارلیمنٹ کی بالادستی کو کنفرم کر دو، سارے اداروں کو پارلیمنٹ کے under لے آؤ دہشت گردی خود بخود ختم ہو جائے گی، اپنی عدالتوں کو connect کر دو، دہشت گردی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ جناب والا! میں تو یہ کہوں گا کہ bad, good دہشت گردی کی پالیسی کو ختم کر دو، دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ آپ بنیادی وجوہات ختم نہیں کر رہے اور جو بنیادی وجوہات نہیں ہیں اس کو آگے لا رہے ہیں۔ میں مثال دوں گا، میں اس کے مخالف ہوں، اگر کل یہ لوگ کہیں گے کہ کرپشن اور لوٹی ہوئی دولت، پانامہ، سوئس بینکوں میں جو بھی پیسے جمع ہیں اس کے اختیارات فوجی عدالتوں کو دے دو، کوئی پارٹی نہیں دے گی۔ کوئی بھی پارٹی نہیں دے گی۔ ہم اس کے بھی خلاف ہوں گے لیکن کوئی پارٹی نہیں دے گی۔ جناب چیئرمین! میں تو یہ کہوں گا، ہمیں خوشی ہوتی کہ آج موجودہ حکومت سینیٹ کے اختیارات میں ترامیم لے کر آتی۔ ہمیں یہ خوشی ہوتی، اس سے ملک مضبوط ہوگا، وفاق اس سے مضبوط ہوگا، فوجی عدالتوں سے نہیں، سینیٹ کے اختیارات سے مضبوط ہوگا۔ اگر آج پشتو، بلوچی، سندھی، سرائیکی اور پنجابی زبانوں کی ترمیم لے آتے۔ اگر یہ پشتونوں کے لیے ایک federating unit ایک صوبے کے لیے بل لے آتے جو ملک کی مضبوطی کے لیے ہوتا۔ جناب والا! افسوس کی بات یہ ہے کہ جب دھرنا ہوا، ہمیں وہ ہسٹری معلوم ہے، پارلیمنٹ نے کہا کہ آپ مت compromise کریں، آپ نے دھرنے کے دوران compromise کیا۔ Lock down کے دوران آپ نے compromise کیا، خدا

کے لیے جمہوریت پر، پارلیمنٹ کی بالادستی پر یہ compromise مت کریں، یہ لوگ مسلسل کر رہے ہیں۔

جناب والا! ابھی مسئلہ ہے کہ کسی بھی پارٹی کے منشور میں فوجی عدالتیں نہیں ہیں، جو آپ لوگ ووٹ دیں گے، جو نیشنل اسمبلی میں آپ لوگوں نے ووٹ دیا۔ کسی بھی پارٹی کے منشور میں فوجی عدالتیں نہیں ہیں، اپنے منشور کے خلاف ووٹ دے رہے ہو۔ اپنے منشور کے خلاف آئین میں ترامیم لا رہے ہوں، 1973 کے آئین میں نہیں ہے۔ آپ سب کو معلوم ہے International Commission of Justice اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ ہماری عوام تسلیم نہیں کر رہے، آپ لوگ عوام کو جوابدہ ہوں۔ عوام یہ کہیں گے کہ آپ نے غربت ختم نہیں کی، عوام یہ کہیں گے آپ نے مہنگائی ختم نہیں کی، عوام یہ کہیں گے کہ آپ نے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا، صرف یہ کیا کہ فوجی عدالتیں بنا دیں۔ جناب والا! میں ایک منٹ اور لوں گا، ہم یہ کہتے ہیں، ہماری ان پارٹیوں سے گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے منشور کے خلاف جا رہے ہو، آپ آئین کے خلاف جا رہے ہو، آپ لوگوں کو عوام نے ووٹ دیا ہے آپ اس کے خلاف جا رہے ہو، آپ پارلیمنٹ کی بالادستی کے خلاف جا رہے ہو، آپ پارلیمنٹ کی supremacy کے خلاف جا رہے ہو۔ اس سے دہشت گردی ختم نہیں ہو گی، بالکل ختم نہیں ہو گی لہٰذا پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے متحد ہو جاؤ، ہم ہر قربانی دینے کے لیے آگے ہوں گے۔ آئین کی بالادستی کے لیے متحد ہو جاؤ، ہماری پارٹی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی سب سے آگے ہو گی۔ لہٰذا پشتونخوا عوامی ملی پارٹی، ہماری پارٹی کے ممبران اس ترمیم کو رد کرتے ہیں، اس کی مخالفت کرتے ہیں، تاریخ میں یہ لوگ جوابدہ ہوں گے جنہوں نے کل ووٹ دیا، آج ووٹ دے رہے ہیں۔ فوجی مارشل لاء کی بھی تاریخ ہے کہ ضیاء الحق کے مارشل لاء میں کس کس پارٹی نے حمایت کی، مشرف کے مارشل لاء کو کس نے ووٹ دیا۔

جناب چیئرمین: کاکڑ صاحب شکریہ۔ کاکڑ صاحب کا mike کھول دیں۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: کل یہ کہیں گے پارلیمنٹ میں ان لوگوں کو نمائندگی دے دو، یہ نہیں رکیں گے، پھر آپ کو پارلیمنٹ میں ان کو نمائندگی دینا ہو گی جس کے ذمہ دار آپ لوگ ہوں۔ مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین: بیرسٹر سیف۔

Senator Muhammad Ali Khan Saif

سینیٹر محمد علی سیف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! پہلے تو میں کہوں گا کہ اس موقع پر تقریر کرنے کی، اظہار خیال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم شاید پارلیمنٹ کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جس پارلیمنٹ کے احترام کی اور جس کی اعلیٰ اقدار کی ہم بات کرتے ہیں آج انہی اقدار کو اپنے ہاتھوں سے توڑ رہے ہیں لیکن پھر بھی بعض اوقات مرثیے بھی پڑھنے پڑتے ہیں آج کی تقاریر میں مرثیے ہی ہم پڑھیں گے۔ ایک چیز میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پوری تاریخ گواہ ہے کوئی قانون ہمیشہ social and political developments کو tread کرتا ہے، ان کو follow کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں develop اور evolve ہوتا ہے۔ آج جو آئینی ترمیم ہم کرنے جا رہے ہیں یہ ہماری سیاسی، معاشرتی اور سماجی ناکامیاں ہیں ان کا قانونی اعتراف ہے۔ ہمارا آئین کئی سال تک اس اعتراف کو ریکارڈ پر لے کر پاکستانی تاریخ کا حصہ بناتا چلا جائے گا۔ ایک چیز جو ہمارے مقررین شاید avoid کرنے کی کوشش کریں گے اس پر میں اظہار رائے کرنا چاہتا ہوں وہ ہے نظریہ ضرورت کا دوبارہ زندہ ہو جانا، آج ہم بہت دھڑلے سے فوجی آمروں کے خلاف تنقید کرتے ہوئے، ان کا ساتھ دینے والے معزز جج صاحبان کے بارے میں جب اعتراضات کرتے ہیں تو ہم نظریہ ضرورت کی بات کرتے ہیں doctrine of necessity کی بات کرتے ہیں ، doctrine of revolutionary, legality کی بات کرتے ہیں میرے خیال میں آج ہم خود اس عمل کا حصہ ہیں۔ آج یہ ٹھپا لگانے جا رہے ہیں یقینی طور پر ہم بھی اسی نظریہ ضرورت کو affirm کر رہے ہیں، اس کی توثیق کر رہے ہیں۔

جناب والا! دہشت گردی ایک حقیقت ہے یہ ہماری سماجی، سیاسی اور معاشرتی حقیقت بن چکی ہے۔ قانون بدلنا، قانون کے ذریعے دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کی جو کوشش ہے یہ ایک خواب ہے، ایک خیال خام ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن پھر بھی جہاں تک قانون کی تبدیلی کا تعلق ہے دل خوش کرنے کے لیے ایک اچھا اقدام ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ شاید ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا حصہ ڈال کر اس قانون کو تبدیل کر کے مولوی فضل اللہ کو ڈرا دیں گے یا شاید جماعت الاحرار کے رہنما کو رات کی نیند سے محروم کر دیں گے خوف سے کہ پاکستان میں اٹھائیسویں آئینی ترمیم ہو گئی لیکن وہ اپنی غاروں میں، اپنے مورچوں میں بیٹھ کر

ہمارا آج بھی اسی طرح مذاق اڑا رہے ہوں گے جس طرح دو سال پہلے اڑاتے تھے اور دو سال تک اڑاتے رہے اور اس سے پہلے بھی اڑاتے تھے۔

جناب والا! Khosrow ایک بہت مشہور رومن پارلیمنٹیرین اس نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ قوم جب اجتماعی طور پر غلطیوں کی مرتکب ہوتی ہے تو ان غلطیوں کا کفارہ، ان کا خمیازہ آئندہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم جو کچھ بھی دیکھ رہے ہیں اور جس عمل سے گزر رہے ہیں یہ ہم سے زیادہ ہماری جو گزری ہوئی حکومتیں تھیں، ہماری گزری ہوئی نسل تھی شاید ان کی غلطیوں کا کفارہ ہمیں آج ان صورتوں میں ادا کرنا پڑ رہا ہے اور دہشت گردی کو ہم confront کر رہے ہیں، confront کر تو نہیں سکتے، سہہ رہے ہیں، برداشت کر رہے ہیں۔ ایک چیز جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے بعض ساتھیوں نے جو مجھ سے پہلے تین لوگوں نے تقریریں کیں انہوں نے فوج پر الزام لگایا اور اس طرح کی بات شاید سامنے آئی کہ جیسے یہ سب کچھ فوج کروا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے فوج کروا رہی ہو اس سے میں I am not privy to that secret لیکن میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ کیا بطور سیاستدان، کیا بطور جمہوریت کے علمبردار، کیا بطور پارلیمنٹ کے ممبران، کیا ہم اس بات سے صرف نظر کر سکتے ہیں، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کوئی قصور نہیں ہے؟ ہم تو آب زم زم سے دھلے ہوئے ہیں، ہم تو بہت نیک اور ٹھیک لوگ ہیں، ہم تو اصولوں کے علمبردار ہیں لیکن ہماری فوج غلط ہے، میں تو سمجھتا ہوں کہ اس گناہ میں ہم سب شریک ہیں۔ اگر ہم گھر کے چوکیدار کو، چوکیداری کی بجائے یہ کہیں گے کہ آکر کچن میں کھانا بناؤ کیونکہ میں کھانا نہیں پکا سکتا، آؤ گھر کی صفائی کرو، میں صفائی نہیں کر سکتا، میں نااہل ہوں تو چوکیدار نے آکر ultimately آپ کا گھر سنبھالنا ہے۔ پھر آپ چوکیدار پر الزام کیوں لگاتے ہیں؟ آپ اپنی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہ آج اگر یہ سیاسی جمہوری نظام، اگر آج عدالتی اور انصاف کا نظام، اگر آج آپ کا Criminal Justice System fail ہو چکا ہے، وہ deliver نہیں کر پا رہا ہے تو اس میں کیا کسی میجر جنرل یا کسی بریگیڈیئر کا قصور ہے یا آپ کا قصور ہے؟ قوم کا پیسا تو آپ کے پاس ہے۔ بجٹ تو آپ بناتے ہیں، لوگوں کی بھرتیاں تو آپ کرتے ہیں، legal reforms تو آپ لاتے ہیں، آئینی ترامیم تو آپ کرتے ہیں۔ آپ نے دو سال تک کیوں کچھ نہیں کیا؟ 15 جنوری، 2015 سے لے کر آج تک آپ کیوں خاموش بیٹھے رہے اور سوئے رہے؟ بہتر ہے کہ character کا مظاہرہ کریں، اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کریں۔ دوسروں پر الزام

لگانے کی بجائے اپنے اوپر بھی نکتہ چینی کریں، اپنے اوپر بھی اعتراض کریں۔ یہ ترمیم تو ہو جائے گی بلکہ ہو چکی ہے لیکن آج ہمیں یہ اعتراف کرنا چاہیے اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ بطور ایک جمہوری کارکن، بطور ایک سیاسی کارکن، بطور ایک Parliamentarian, آج 28ویں آئینی ترمیم تاریخ کا حصہ بنے گی لیکن آج ہماری ناکامی بھی تاریخ کا ایک حصہ بنے گی اور اگر ہم یہ تسلیم کر لیں تو شاید ہم اپنے ووٹرز سے اور اپنی قوم سے انصاف کر سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں عتیق صاحب۔

Senator Mian Muhammad Ateeq Shaikh

سینیٹر میاں محمد عتیق شیخ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! ہم آج جو یہ بات کر رہے ہیں فوجی عدالتوں کی، ہم آئینی ترمیم کی بات کر رہے ہیں تو میں بھی یہ کہوں گا جیسا کہ ہم سے پہلے کہا گیا کہ اس کی ضرورت کیوں ہے؟ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ستر سال پہلے جب پاکستان بنا، اس وقت جو بنیاد رکھی گئی، جو بنانے والوں نے سوچا، کیا آنے والوں نے اس چیز پر عمل کیا؟ کیا ہم اس خواب کے مطابق چل رہے ہیں؟ جو حکومت آئیں، میں صرف موجودہ حکومت یا اس سے پچھلی حکومت کی بات نہیں کروں گا، میں اس نظام کی بات کروں گا کیونکہ میں ابھی بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر آج ہم ایوان میں جو یہ ترمیم کرنے جا رہے ہیں، ووٹ بھی دے رہے ہیں، مخالفت بھی کر رہے ہیں، جیسے ہے ناں کہ 'صاف سامنے آتے بھی نہیں صاف چھپتے بھی نہیں'، اصل ماجرہ کیا ہے، اس طرف کوئی نہیں دیکھ رہا۔ کیا ذاتیات کی بات ہے؟ کیا یہ فرد واحد کی بات ہے؟ یا جو ہم کرنے جا رہے ہیں یہ آج کی ضرورت ہے؟ اور اس ضرورت میں میں قطعی طور پر اس بات کو نہیں بھولوں گا کہ آج کی فوج، جس فوج کو میں جانتا ہوں، ہماری فوج قطعی طور پر نہیں چاہتی۔ وہ کہتی ہے کہ آپ اپنا کام کرتے رہیں اور اسی طرح آج کی حکومت کو بھی کوئی خوف نہیں ہے۔ یہ کون ہیں جو خوف کی بات کرتے ہیں؟ حکومت چل رہی ہے، ریاست قائم ہے لیکن یہ کس طرح ہم بھول جائیں جناب چیئرمین! کہ ابھی جو ہم بات کر رہے ہیں دو سال پہلے کی، کیا ہم آرمی پبلک سکول کے واقعے کو بھول سکتے ہیں؟ اس سے پہلے جتنے دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں، کیا ہم ان کو بھول سکتے ہیں؟ جناب چیئرمین! میرے سامنے، میرے ہوٹل کی عمارت کے سامنے ایک واقعہ ہوا جو آج میرے سامنے آ رہا ہے۔ ان لوگوں کا کیا قصور تھا جن چالیس لوگوں کی جانیں میرے سامنے گئی ہیں۔ کیا ہم نے ان دہشت گردوں کو پکڑا؟ قطعی نہیں۔ کیا ہم نے اس دہشت گردی کو ختم کیا؟ بالکل نہیں۔

ابھی کو تو چھوڑیں، اس وقت کے جو دہشت گرد تھے، ہم نے ان میں سے کتنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا؟ ایسا بالکل نہیں کیا۔ ان دو سالوں میں کم از کم کچھ لوگوں کو، جو دہشت گردی میں ملوث تھے ،ان کو پھانسی کے تختے تک تو پہنچایا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ ہم جمہوریت کے علمبردار ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے لیکن ہم کون سی جمہوریت کی بات کرتے ہیں؟ کیا اس جمہوریت کی جس میں وہ لوگ جو بنکرز میں رہتے ہیں، وہ bulletproof گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں، وہ لوگ جو ایسے گھروں میں رہتے ہیں جن کے گھروں کے قریب کوئی نہیں آ سکتا۔ وہ لوگ حفاظت میں ہیں، چاہے وہ کوئی عہدہ دار ہوں یا وہ کسی بھی طرح کے بڑے لوگ ہوں۔ اگر نہیں ہے تو ایک عام آدمی کو تحفظ حاصل نہیں ہے۔ ابھی اگر ہم حالیہ دہشت گردی کی بات کریں تو کیا ہم میں سے کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ ملک میں آج بھی دہشت گرد موجود ہیں اور آج بھی سہولت کار موجود ہیں اور آج بھی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ چاہے وہ دہشت گردی کوئٹہ سے شروع ہو، چاہے وہ کراچی میں ہو، چاہے وہ سیہون کا سانحہ ہو، سیہون میں بے چارے لوگ کیا کر رہے تھے، وہ تو صرف عبادت کر رہے تھے اپنے فرقے اور مسلک کے مطابق۔ ان کو کس لیے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ آخر ہے کوئی جو ان کو پوچھے؟ قطعی طور پر نہیں۔ ہمیں یہاں بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ ہم بار بار اس آئین کی بات کرتے ہیں اور ہم اس آئین میں تبدیلی کرنے جا رہے ہیں۔ آخر یہ تبدیلی کی ضرورت کیوں ہے؟ نہ آپ اس پر خوش ہیں، نہ میں اس پر خوش ہوں، نہ یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں وہ خوش ہیں لیکن جناب چیئرمین! جب میں ان چالیس لوگوں کی لاشوں کو دیکھتا ہوں جو میرے سامنے، میری عمارت کے اندر جو واقعہ ہوا ،اس میں اللہ کو پیارے ہو گئے، تو پھر میں چاہتا ہوں کہ کیوں نہ ان لوگوں سے لڑا جائے۔ اگر میں نہیں لڑ سکتا تو جن کی حیثیت ہے وہ لڑ لیں۔ اگر میری عدالتیں اس قابل نہ ہوں تو پھر مجھے ان عدالتوں کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا! آپ ہمارے جج صاحبان کو، ہمارے نظام کو زیادہ سمجھتے ہیں، آپ ان سے زیادہ قریب رہے ہیں، کیا ان جج صاحبان نے خود اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ ہم یہ فیصلے نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے بچے محفوظ نہیں، وہ خود بھی محفوظ نہیں، ان کے خاندان محفوظ نہیں اور یہ حفاظت کس نے دینی ہے؟ یہ حفاظت ان لوگوں نے دینی ہے جو اس وقت ذمہ دار ہیں۔ میں قطعی طور پر یہ نہیں کہوں گا کہ اس وقت کے جو عہدہ دار ہیں یا ذمہ دار ہیں، وہ اپنی بات کو نہیں سمجھتے، وہ اپنی کوشش نہیں کرتے لیکن نتیجہ کیا آتا ہے؟ نتیجہ وہی ہے کہ جب دہشت

گرد ملک میں جس جگہ پر دہشت گردی کرنا چاہتے ہیں، وہ دہشت گردی کرتے ہیں۔ آج یہاں ہم پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کر رہے ہیں۔ ہمیں یہاں compromise کرنے کے لیے کہا گیا لیکن ہم Parliamentarians کو بھی سوچنا پڑے گا۔ کیا ہمیں صرف اور صرف ایک دوسرے کی عزتوں پر ہاتھ ڈالنا ہے؟ یا ہمیں قانون سازی کرنی ہے۔ اگر ہم دو سال میں اپنے آئین میں تبدیلی کر کے اپنی عدالتوں کو اتنا زیادہ strong بنا دیتے تو آج شاید ہمیں فوج کی طرف، Pindi boys کی طرف نہ دیکھنا پڑتا۔ وہ اپنی جگہ پر ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ جناب والا! میں ایوان میں موجود تمام ساتھیوں سے یہ بات کہوں گا کہ بہت ہو چکا، اب ہمیں آنے والے وقت کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ ہم کیوں کسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو جس دن اس نہج پر لے جائیں گے کہ ہمیں نہ تو کسی اور ادارے کی ضرورت رہے اور نہ ہی ہمیں Pindi boys کی ضرورت رہے تب ہی ہم سرخرو ہو سکیں گے اور آنے والی نسل کے سامنے بھی سرخرو ہو سکیں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ یہ جو ترمیم کرنے جا رہے ہیں یہ آج کی ضرورت ہے، یہ آج ہم سب کی مجبوری ہے لیکن کیا ہم ہر دور میں ان مجبوریوں کے ساتھ چلتے رہیں گے۔ اگر ہمیں چلنا ہے تو پھر ہمیں اس پر واویلہ نہیں کرنا چاہیے۔ اپنی غلطیوں کو، اپنی کمی اور کوتاہیوں کو مان لینا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے ملک کی بقاء کے لیے، ہمارے آنے والی نسل کی بقاء کے لیے ضروری ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی میر کبیر صاحب۔

Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ میں اپنی تقریر کہاں سے شروع کروں۔ دوسری بات جو میں آج اس ایوان میں دیکھ رہا ہوں کہ ارکان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لیکن بتیاں تو صرف چار یا پانچ جل رہی تھیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے ہمیشہ آمریت کے خلاف جدوجہد کی، آمریت کے خلاف جیلوں میں گئے، کوڑے کھائے اور آج اسی سلسلے کو ہم خود admit کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں عجیب سی حالت ہے کہ جب سیلاب، زلزلہ یا کوئی بھی ناگہانی آفت آتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فوج آئے، یہاں تک کہ واپڈا کے

معاملات ہوتے ہیں تو اس کو ٹھیک کرنے کے لیے فوج کو بلایا جاتا ہے۔ اب عدالتی نظام کے لیے کہا کہ فوج کرے۔ Military courts ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے۔ ملک سے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے Army courts صرف ایک اسپرین کی گولی کا کام کرے گی۔ ہم نے آج تک مرض کی بنیاد کے حوالے سے نہیں سوچا کہ مرض کی بنیاد کو ختم کریں۔ مرض کی بنیاد کو ختم کرنے میں ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے گئے جو کہ ہمیں اٹھانے چاہیے تھے۔ ہم نے سر درد کو ختم کرنے کے لیے چار گھنٹوں کی گولیاں لے لیں اور ان ہی گولیوں پر گزارہ کرتے رہے۔

جناب چیئرمین! ہماری پارٹی نے گزشتہ دو ماہ میں اس مسئلے کو اپنے مختلف اداروں میں discuss کیا اور یقیناً ہمارے لیے بہت مشکل سوال تھا کہ ہم کس طرح اس Bill کو ووٹ کریں۔ ہماری پارٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کڑوے گھونٹ کو پی لیں۔ جب ہم Army courts کو دو سال کے لیے extend کر رہے ہیں تو ہم موجودہ عدالتی نظام پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہم admit کر رہے ہیں کہ ہمارا عدالتی نظام بالکل کام نہیں کر رہا۔ یہ ان باصلاحیت، ایماندار اور لائق جج صاحبان کی توہین ہے۔ مجھے فخر ہے کہ ہماری سپریم کورٹ، ہائیکورٹ اور سیشن کورٹ میں ایسے جج صاحبان موجود ہیں جن کی صلاحیت، ایمانداری، محنت پوری دنیا میں مشہور ہے لیکن ہم نے ان کے لیے وہ ماحول مہیا نہیں کیا۔ آج یہاں میرے بڑے مہربان parliamentarians بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جی نہ چاہتے ہوئے بھی اس Bill کو ووٹ کر رہے ہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ہم اس کڑوے گھونٹ کو اس بنیاد پر پی رہے ہیں کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہمارے بچوں کی لاشیں، ہماری عورتوں کی لاشیں، مزاروں پر دھماکے ہو رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کڑوے گھونٹ کو اس لیے پی رہے ہیں کہ کل ہم پر یہ تہمت نہ لگائی جائے کہ آپ نے اس وقت ساتھ نہیں دیا اس لیے پاکستان مزید دہشت گردی میں ڈوب گیا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب۔

Senator Mohammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: شکریہ، جناب چیئرمین! بجھے ہوئے دل اور تھکی ہوئی زبان سے حکومت، عدلیہ اور پارلیمان کی زبوں حالی کی تصویر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ Harvard, Yale, Stanford or Oxford university سے

graduate نہیں تھے بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ودیت حاصل تھی۔ اس پروردگار کی ودیت جو قرآن مجید میں فرماتا ہے (عربی) میں ظاہر، باطن اور سارے علوم جو میں جانتا ہوں اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ ان کی ودیت تھی اس لیے جہالت کے زمانے میں جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ایک universal پیغام لائے، جب چاروں طرف جہالت اور ظلم تھا۔ معاشرے میں معاشرتی اصولوں کا وجود نہیں تھا، معاشرتی اقدار نہیں تھیں لیکن انہوں نے ہمیں کتنا بڑا پیغام دیا کہ تم سے پہلی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ جب کوئی بڑا جرم کرتا تو اس کو سزا نہیں ملتی تھی۔ جب کوئی چھوٹا جرم کرتا اسے سزا ملتی تھی۔ یہ وہ universal اصول ہے کہ جس کی بنیاد پر جس ملک کے اندر عدالتی اقدار موجود ہیں، حکومت، عوام اور اپوزیشن کی ترجیحات ہیں کہ ہم نے اپنی عدالتوں کو ٹھیک کرنا ہے اس میں انصاف اور اسی انصاف کی وجہ سے عمر فاروق کی خلافت میں one third دنیا کا حصہ مسلمانوں کے تابع آیا۔

آج دیکھ لیں ہماری foreign policy Army کے ذمے، ہماری security Army کے ذمے، terrorism policy Army کے ذمے، میں یہ طنزیہ نہیں کہہ رہا میں آپ کے اور قوم کے سامنے حقائق بیان کر رہا ہوں۔ ہماری housing scheme اور جہاں پر housing scheme army کے تحت نہیں تو بھارہ کہو میں بیس ہزار کنال زمین چار لاکھ کنال کی بجائے آٹھ ارب روپے کے گھپلے سے خریدی جا رہی ہے لیکن اسلام کے چاہنے والے ہم لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑوں پر کرپشن کا کوئی داغ نہیں۔ کرپشن کے اتنے چھید ہیں کہ کپڑے ہی نہیں ہیں۔ اس ایوان میں آکر ہم اپنے ملک کے عوام کو یہ بتاتے ہیں کہ ہم نے کوئی کرپشن نہیں کی۔ دو دن پہلے میرا سوال تھا کہ جناب Religious Affairs کے منسٹر صاحب اور FIA حج کیس میں پیروی کر رہے ہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ پیروی نہیں کر رہے۔ جواب تھا کہ ہم بڑی زبردست پیروی کر رہے ہیں اور دیکھ لیں سردار عبدالطیف کھوسہ صاحب کے مقابلے میں منجھے ہوئے وکیل کے مقابلے میں انہوں کس کو کھڑا کر دیا اور پھر کیا حشر ہوا۔ میں نہیں لوٹا گیا۔

Mr. Chairman: Senator Mohammad Azam Khan Swati Sahib! please remain confined to the Bill.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب اسی پر آ رہا ہوں۔

Mr. Chairman: This is not related. Stay related to this it's an unfortunate day but stay related to the Bill.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جب تک ہم عدالتی نظام ٹھیک نہیں کریں گے اور میں واضح طور پر چیف جسٹس صاحب کو یہ کہتا ہوں کہ آپ نے اندرونی نظام کو بھی درست کرنا ہے۔ ہندوستان کی مثال دیکھ لیں کہ ججوں نے اس لیے قربانی دی کہ جس طرح آج پنجاب میں صرف ایک لاکھ بیس ہزار کیس سرد مہری کا شکار ہیں۔ چیف جسٹس صاحب اس ملک کو اور اس ملک کی عدالتوں کو آپ نے ٹھیک کرنا ہے تاکہ ہم Military Act کو اپنے ووٹ کے ذریعے، نہ چاہتے ہوئے آج ووٹ دے رہے ہیں وہاں انڈیا میں ساری عدالتوں کو یہ کہا گیا اور انہوں نے اپنی چھٹیاں منسوخ کر کے لوگوں کو سستا انصاف دلانے کے لیے، سرد خانے میں پڑے ہوئے جتنے بھی cases تھے وہ orders of the day پر لے کر آئے۔

جناب چیئرمین! ہمیں سول اداروں کو متحرک کرنا پڑے گا۔ ہمیں عدالتی نظام میں reforms لانا پڑیں گے۔ دکھ سے کہتا ہوں یا پھر اس کے لیے آسان بات ہے کہ (xxx)* اور پھر دیکھیں کہ ملک کس طرح چلتا ہے۔ ہم نے تو پہلے بھی اس کو try کیا ہے۔ جس ملک کو تباہی کے دھانے پر لے کر آنا ہے اس کا انجام یہی ہوگا ورنہ ہمیں اپنے اداروں اور عدلیہ کو درست کرنا پڑے گا۔ اس چیز کی ضرورت نہیں آئی گی اگر ہم نے دو سال میں ٹھیک کر لیا۔ دو سال میں ہم یہ کام نہیں کر سکے۔

جناب چیئرمین: .(xxx)* is expunged

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہم دو سال میں وہ کام نہیں کر سکے تو کیا آئندہ دو سالوں میں یہ توقع کی جا سکتی ہے جس میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ جب ہم ووٹ دے رہے ہیں تو ہم اس میں برابر کے شریک ہیں۔ اس کے اندر جو oversight بنائی ہے بڑی اچھی oversight ہے بشرطیکہ ہم اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ جمہوریت کے نام پر جو corruption کا کھلواڑ ہو رہا ہے، حکومت اس پر بھی نظر رکھے اور ایسی amendments

* *"Expunged as ordered by the Chairman.".*

لائے کہ ہم اپنے نظام کو بہتر کرنے اور corrupt mafia وہ کوئی بھی ہو، اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب چیئرمین! ایک Greek philosopher نے کہا تھا کہ "It is nature of a man to hang small thief but elect the greatest thief into public office" ہم نے اس سے بھی اپنی جان چھڑانی ہے تاکہ ہمارے ملک کے ادارے، پارلیمنٹ اور پارلیمان عزت اور تقدس کے ساتھ کام کریں اور پھر کوئی ایوان کے اندر آکر جھوٹ نہ بولے اور اگر کوئی جھوٹ بولے تو اس کو اس کی سزا ملے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جہاں ہم اس مسئلے پر حکومت کے ساتھ تعاون کرنے جا رہے ہیں، وہاں ہم آئندہ دو سال کے لیے جو Military Courts بنانے جا رہے ہیں، ان کی افادیت جو آج ضرورت ہے، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ان معاملات کو آگے لے جائیں گے تاکہ میرے ملک سے ہر قسم کا terrorism ختم ہو سکے۔ اسی طریقے سے معاشی corruption and terrorism کو بھی تقویت نہ مل سکے اور اس کو ختم کریں۔ عدلیہ کے نظام judicial, justice and prosecution system کو اس قدر مضبوط کیا جائے کہ عام آدمی کا اعتماد بحال ہو اور وہ کل کو کہہ سکے کہ ہم نے پارلیمان کی حیثیت سے کردار ادا کیا تھا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Senator Rehman, do you want to speak?

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمٰن: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بہت سی تقاریر ہوئی ہیں اور بہت سی جذباتی باتیں بھی ہوئی ہیں کیونکہ پارلیمان کے لیے موقع ہی ایسا ہے۔ میں لمبی تمہید نہیں باندھوں گی اور زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتی۔ آپ کو یاد ہے کہ دو سال پہلے یہ vote ہوا تھا اور آپ خود اس میں اپنی آنکھیں نم کیے کھڑے تھے اور یہ کہا تھا کہ دل بہت بھاری ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ آج دل پھر بھاری ہے اور ہمیں عوام کو پھر بھی جواب دینا ہو گا کہ ہم یہ کیوں کر رہے ہیں۔ جواب دینا ہو گا، اس لیے کہ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی سے سوال پوچھتے ہیں، جس نے وہ سب کچھ سہا جو جنرل ضیا کے دور میں Military Courts نے کیا تھا۔ اس پارٹی کے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو نے بغیر کوئی سمجھوتہ کیے سامنا کیا اور وہ judicial murder تھا جس کا آج تک courts نے ہمیں فیصلہ کن یا مطمئن کرنے والا جواب نہیں دیا ہے، وہ case بھی چلتا رہا، یہاں courts کی

pendency کی بات ہوئی۔ آج کل دیکھ رہے ہیں، ان کے ہاتھ میں بہت کچھ ہے، پاکستان کے عوام کی تقدیر، اس کی جمہوریت اور اس کے عوام کا منتخب پارلیمان بھی اس وقت ان کے ہاتھوں میں اس طرح ہے کہ ایک بہت بڑا فیصلہ جو ہمیں حوصلہ دے سکتا ہے، جمہوریت اور اس کے احتساب کا ان کے ہاتھ میں ہے لیکن آج یہ subject نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ پارلیمان کیوں rubber stamp بنی ہوئی ہے اور کیوں اس طرح کر رہی ہے؟ ہم نے یہ بڑے مطالعے کے بعد کیا ہے اور یہ ہماری مجبوری ہو گی لیکن ہمیں اس کی ذمہ داری بھی لینا ہو گی۔ ذمہ داری اس لیے لینا ہو گی کہ یہ ہماری ہی failings ہیں، یہ ہم سب کی مشترکہ failing ہے کہ دو سال بعد کھڑے ہو کر اتنے اہم subject پر Military Courts کی توثیق کر رہے ہیں۔

آج آپ کے سامنے تاریخ بن رہی ہے، یہ کوئی عام دن نہیں ہے اور پارلیمان کے لیے ویسے بھی کوئی عام دن نہیں ہونا چاہیے، اگر ہم سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو ہم پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ کوئی عام دن نہیں ہے، پاکستان کی تاریخ کا اہم موڑ ہے اور جو جماعتیں جمہوریت کے لیے جدوجہد کرتی رہی ہیں اور مخالف قوتوں سے لڑی ہیں اور ان judgements کے خلاف بھی آواز اٹھائی ہے جنہوں نے جمہوریت پر شب خون مارا۔ آج ہم ان ہی ذمہ داریوں اور حقوق کو اپنے ہاتھ سے کسی اور کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ یہ اپنے ہاتھ سے کر رہے ہیں، ہم سے کسی نے نہیں کروایا تو ذمہ داری لیں۔ کڑوے گھونٹ کی بات کی جا رہی ہے تو اللہ نہ کرے یہ گھونٹ اتنا کڑوا ہو جائے کہ ہمارے لیے زہر بن جائے۔ اللہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ اپنی تقدیر خود بنائیں، اپنے فیصلے خود کریں، میں تو آپ کو انصاف ہی دے سکتا ہوں تو انصاف کی اس طلب میں ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم دو سال بعد یہ کر رہے ہیں۔ ہم وہاں APC میں تقریریں کر کے جہاں ساری پیپلز پارٹی نے تقریریں کی تھیں کہ ہم پر، ہماری سیاست، integrity ہمارے دلوں اور دماغوں پر یہ فیصلہ بہت بھاری پڑ رہا ہے۔ میں زندگی میں پہلی مرتبہ بغیر سوچے یہ تقریر کر رہی ہوں

I thought I was not making a speech. Thank you for giving me the chance. I don't have to prepare for this speech. Mr. Chairman, this is a tragic day because we had let it happen.

میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گی فوجی عدالتیں جو powers مانگ رہی ہیں، وہ صرف یہی جانتی ہیں، میں یہ نہیں کہہ رہی کہ فوج کو بری الذمہ قرار دیں کہ ان کا کیا record ہے، میں کہہ رہی ہوں this is all they know what to do, this is what they are trained for and this is what they will ask, if you give your leadership up and today this is what we are doing. Let us be very clear Mr. Chairman. So, we are not opposing it ہم اس کو کیوں oppose نہیں کر رہے اور اس سلسلے میں پیپلز پارٹی کا کیا کردار ہے، ہمیں امید تھی کہ کوئی judicial reforms, package کوئی ترامیم یا ایسی بات کی جائے گی جس سے ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ benchmarks ہیں۔ ہمارے سامنے ایک سال، دو سال کا یہ calendar ہے اور ہم یہ progress کریں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ پاکستان کا governance system اتنا فعال نہیں ہے کہ اس طرح کام کیا جائے لیکن اب یہ مجبوری ہے اور اسی طرح کرنا ہو گا۔ There is no other way یا دو سال بعد ہم پھر اس طرح کی تقاریر کر رہے ہوں گے۔ اللہ نہ کرے مگر Law Minister یہ ہماری اور حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے۔ انہوں نے دو سال بعد جلدی سے مسودہ بنا کر دے دیا اور میں افسوس سے کہوں گی کہ اس کا مطالعہ تک نہیں کیا گیا تھا کہ اس میں کیا لکھا اور کہا گیا ہے۔ میں اس negotiating team کا حصہ تھی، میں یہ کہہ سکتی تھی کہ مجھے نہیں بننا besides I don't want to be part of this but I am here اور پارلیمنٹ میں یہ میری تیسری term ہے I better be a part of it and you are quite right, I better say what I have to میں اس میں صرف یہ کہوں گی کہ پیپلز پارٹی اکیلی تھی۔ مجھے دوسری parties کو دیکھ کر شرم آتی ہے I am sorry میں آج کے دن کچھ کہنا نہیں چاہتی لیکن پیپلز پارٹی اکیلی تھی کہ جو points لے کر آئی کہ اس میں due process تو لائیں، اس میں ذرا سی شفافیت تو لائیں، وہ 9 points تھے۔ آپ کے پاس جو مسودہ آیا ہے وہ پھر بھی پیپلز پارٹی کا مرہون منت ہے، اس میں پیپلز پارٹی کی کاوشیں ہیں۔ میں فاروق نائیک صاحب، چوہدری اعتزاز احسن صاحب، نوید قمر صاحب اور تاج حیدر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے legal draft پر بہت کام کیا، ہم چاروں نے اس پر بہت

کام کیا۔ We made the best of a terrible situation, حکومت اور ساری دوسری پارٹیوں نے ہاتھ اٹھا لیے تھے اور صاف کہا کہ ہم تو as it is جیسا draft آتا ہے، جو بھی عسکری عدالتوں میں توسیع کرنی ہے، وہ کریں گے یا تو آپ 2015 کا draft لیں یا ہم نیا خوفناک سا اور draft لے آتے ہیں، خوفناک اس لیے کہ 2015 کا draft بھی آخر کار یہی کر رہا تھا۔ اس میں جو 4 changes accept کی گئی ہیں، اسے کرنے میں بھی پیپلز پارٹی اکیلی تھی، یہ کیا عجیب مذاق ہے کہ 24 گھنٹے میں accused کو شہادت ملے اور 24 گھنٹے میں عدالتوں میں produce بھی کیا جائے کہ پتا چلے کہ کہاں ہے کیونکہ اگر کسی کو معلوم ہے what it feels like to be a missing person اور شاید اس لیے کہ پیپلز پارٹی یہ سب جانتی ہے۔ قانون شہادت apply کرے کہ evidence آ سکے اور پھر یہ بھی نہیں ہے کہ آپ اپنی choice کا وکیل کر سکیں۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ جو دنیا میں جمہوریت کے علم بردار ممالک ہیں وہ بھی دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں، امریکہ بہادر کا جو آج حال ہے اس کے بارے میں تو پھر بات کریں گے لیکن وہاں پر renditions ہو رہی ہیں، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے، Pakistan will not allow Patriot Act برطانیہ میں بھی ہے، ہر جگہ ہے۔ دہشت گردی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو بدلنا چاہیے، ہمیں راستے نکالنے ہوں گے and we should not wait for leadership from the West, we should be creating our own solution and this National Security Committee and other institutions including Parliament. جناب چیئرمین! آپ چاہے اس پر کمیٹی بلا لیں لیکن آپ judiciary میں ایسی ترامیم لائیں کہ جو انہیں حوصلہ دے، جو انہیں protection دے کہ ہم اس کے بارے میں کچھ کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سعید مندوخیل۔

Senator Saeedul Hassan Mandokhail

سینیٹر سعید الحسن مندوخیل: جناب چیئرمین! ہم نے جو دو سال پہلے Military Courts کو اختیار دیا تھا، آج ہم پھر انہیں اختیار دینے جا رہے ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ اس وقت ملکی حالات اچھے نہیں ہیں، پہلے سے کچھ بہتر ہوئے ہیں لیکن اتنے اچھے نہیں ہیں۔

آج کے دن تو ہم یہ کڑوا گھونٹ پی لیتے ہیں لیکن دو سال بعد پھر بھی ہم کچھ نہیں کر پائیں گے۔ حکومت، پارلیمنٹ اور ہم سب اس چیز کے ذمہ دار ہیں کہ ہم نے ان دو سالوں میں کچھ بھی نہیں کیا اور دو سال بعد بھی یہی حالت ہو گی، ہم یا ہمارے علاوہ کوئی اور یہاں پھر اکٹھے ہوں گے اور یہی کریں گے تو یہ ہماری نااہلی ہے۔ عثمان کاکڑ صاحب، ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی صاحب اور مولانا صاحب نے سیدھی سیدھی مخالفت کی، انہوں نے منافقت نہیں کی، ہم ووٹ بھی دے رہے ہیں لیکن اعتراض بھی کر رہے ہیں، اگر ووٹ دے رہے ہیں تو پھر ہمیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ شیری رحمن صاحبہ نے بہت اچھی بات کی کہ ہم نے عوام کا بھی سامنا کرنا ہے۔ مجھے اس پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں مجبور ہوں لیکن اس وقت ملکی حالت ایسے ہیں کہ ہم اسے support کر رہے ہیں، اس کے against اس وقت بات کریں کہ جب ہم اسے support نہ کر رہے ہوں، جب ہم support کر رہے ہیں تو پھر ہمیں اتنی لمبی چوڑی تقاریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ہمیں اپنے آپ میں courage پیدا کرنی ہو گی۔ Law Minister صاحب سن رہے ہیں، یہ دو سال تو گزر گئے لیکن اللہ نہ کرے کہ اگلے دو سال بعد ہم پھر یہی کچھ کر رہے ہوں کہ دوبارہ Military Courts کو پارلیمنٹ اجازت دے رہی ہو۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I now put the motion. It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Army Act, 1952 [The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We will now take up the second reading of the Bill. We will take up Clause 2, there is an amendment in Clause 2. The amendment stands in the name of Senator Maulana Atta Ur Rehman.

مولانا عطاء الرحمٰن صاحب! اپنی amendment move کریں۔

Senator Atta Ur Rehman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Amendment of Section (2) sub-section(iii):- In Clause (2) sub-section (iii) the words “misusing the name of religion or a sect” shall be omitted.

Amendment of Section (2) sub-section (iv):- In Clause (2) sub-section (iv) the words “misusing the name of religion or a sect” and “sect’ means a sect of religion” shall be omitted.

Amendment of Section (2) sub-section (iv):- In Clause (2) sub-section (iv) in the end of the (Expression:- In this clause the expression “sect” means a sect of religion and does not include any religious or political party regulated under the Political Parties Order, 2002) shall be omitted.

Mr. Chairman: Thank you. Now I put the amendment to the House.

(The motion was not carried)

Mr. Chairman: I now put Clause 2 to the House. The question is that Clause 2 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 2 stands part of the Bill. There is no amendment in Clause 3. The question is that Clause 3 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 3 stands part of the Bill. There is no amendment in Clause 4. The question is that Clause 4 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 4 stands part of the Bill. There is an amendment in the Preamble and the amendment stands in the name of Senator Maulana Atta Ur Rehman.

مولانا عطاء الرحمٰن صاحب! اپنی amendment move کریں۔

Senator Atta Ur Rehman: Thank you Mr. Chairman.

I. In the preamble the word 'misuse of the name of religion or a sect' shall be omitted.

Mr. Chairman: I now put the amendment to the House.

(The motion was not carried)

Mr. Chairman: I now put Clause-1, the Preamble and Title of the Bill. The question is that the Caluse-1, the Preamble and Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Caluse-1, the Preamble and Title do stand part of the Bill. We now move on to Order No.4. Order No.4 stands in the name Mr.Zahid Hamid Minister for Law and Justice.

Mr. Zahid Hamid: Thank you Mr. Chairman, I hereby move that the Bill further to amend the Pakistan Army Act, 1952 [The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Army Act, 1952 [The Pakistan Army (Amendment) Bill, 2017] be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. We move on Order No.5. Order No.5 stands in the name of Mr. Zahid Hamid Minister for Law and Justice.

Consideration of the Constitution (Twenty-eighth Amendment) Bill, 2017

Mr. Zahid Hamid: Thank you Mr. Chairman. I hereby move under rule 263 of the Rules of Procedure

and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of rule 120 of the said Rules, be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-eighth Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly.

Mr. Chairman: It has been moved under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of rule 120 of the said Rules, be dispensed with in order to take into consideration the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-eighth Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We move on to Order No.6. Order No.6 stands in the name of Mr. Zahid Hamid Minister for Law and Justice may move Order No.6.

Mr. Zahid Hamid: Thank you Mr. Chairman. I hereby move that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Twenty-eighth Amendment) Bill, 2017], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

جی آپ oppose کر رہے؟ ٹھیک ہے، آپ oppose کر رہے ہیں۔ جی وزیر برائے قانون۔

Mr. Zahid Hamid: Thank you Mr. Chairman. I would just like to explain' right at the outset' that the reason why the Bill is called the Twenty-eighth Amendment Bill is that there are bills already pending, 5 other bills pending in the National Assembly, 23rd

Constitutional Amendment Bill, 24th, 25th, 26th and 27th and because those bills were moved before the present Bill. Therefore, this is the Twenty-eighth Amendment Bill. However, as soon as it is enacted, this will become the 23rd Amendment Act, Constitution Amendment Act. Sir, this is for the record.

Mr. Chairman: I will confiscate the telephone. No, no I am not saying to you.

سینیٹر لیاقت خان ترکئی صاحب۔ جی وزیر برائے قانون۔

Mr. Zahid Hamid: Thank you sir. I may now just briefly explain the present Bill. It is exactly the same sir as was passed by this august House in 2015, the only difference is, as I have already said, we have also made this amendment in the Pakistan Army (Amendment) Act which has just been passed, the word "using" has been replaced by "misusing" and I would have thought, honourable Senator 'who had just moved the amendment in the other bill, this has been included' for their benefit, we wanted to say in the previous bill the word "using" was used but it should be misusing. Terrorists are not linked with religion or sect and therefore, the word "misuse" has been used very deliberately, it means incorrect use, wrongful use. Therefore, this is the reason, why we were hoping that the honourable Senators who were insisting on deletion of the whole clause would come on board. So, this is for the record.

The other amendment that has been made is that honourable Senators will notice in the Schedule that we have removed the other laws relating to Air Force and the Navy. Now the only amendment, the

laws that we have included, related to the Pakistan Army Act, this is the first Schedule and that portion of the Anti-Terrorism Act which has been included through the Pakistan Army Amendment Act. This is for the record, thank you sir.

جناب چیئرمین: اس پر کسی نے تقریر کرنی ہے؟ جی کاکڑ صاحب۔

Senator Muhammad Usman Khan Kakar

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: جناب چیئرمین صاحب! آپ کی اجازت سے ایک بنیادی مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ 22 سے 24 March 1940 کو قرارداد پاکستان پاس ہوئی ہے، جسے ہم ہر سال 23 March کو یوم پاکستان کے طور پر مناتے ہیں کہ پاکستان بننے کے لیے قرارداد pass ہوئی تھی۔ اسی original قرارداد میں لکھا تھا کہ ہم ایک ایسا ملک بنائیں گے جس میں جمہوریت ہو گی، Parliament ہو گی۔ اسی قرارداد میں یہ کہا گیا تھا کہ وہاں پر States بنیں گی اور وہ autonomous and sovereign ہوں گی، افسوس کی بات ہے، ہم نے صوبوں کو state کا نام دیا تھا، ہم نے صوبوں، قومی وحدتوں یا federating units کو sovereign نہیں بنایا۔ اس ملک کو بنے ہوئے 70 سال ہوئے ہیں، 1940 لے کر اب تک 77 سال گزر چکے ہیں، ہم نے ملک کو sovereign نہیں بنایا۔ ملک میں Parliament کو بھی sovereign and autonomous نہیں بنایا۔

جناب! مسلسل مارشل لاء کی حکومتیں، مسلسل Parliament اور جمہوریت میں مداخلت، state کے اداروں میں مداخلت، یہ تو بہت بڑی history ہے۔ آج Parliamentarians اپنے، Parliament اور کورٹ کے اختیارات دوسروں کو دے رہے ہیں اور Parliament کی sovereignty پر compromise کر رہے ہیں۔ جب Judges کے بارے میں لوگ باتیں کرتے ہیں کہ Judges ڈر رہے ہیں، نہیں جس نے بھی یہ کہا ہے غلط کہا ہے، یہ وہی Judges ہیں جن کے ماتھے پر جنرل مشرف نے بندوق رکھی لیکن انہوں نے resign نہیں کیا۔ میں ان ججوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ سلام کرتا ہوں ان ججوں کو جنہوں نے ضیاء الحق اور مشرف کے مارشل لاء کو قانونی حیثیت نہیں دی، آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ جج بزدل ہیں۔ ہاں ہمارے وقت کے حکمران بزدل ہیں، میں حکمرانوں سے اس پر

معذرت چاہتا ہوں، ہمارے ہر دور کے حکمران بزدل ہیں جو آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی پر مسلسل compromise کر رہے ہیں۔

جناب! ہمارے ججوں نے محنت کی ہے۔ ہمیں معلوم ہے، میں کسی جج کا وکیل نہیں ہوں، میرے خیال میں ایک جج کو bullet proof car دی گئی ہے، وہ ہر روز پیشی پر حاضر ہوتے ہیں کہ کیوں لی۔ لہذا جناب ججوں کو protect کرو، Judiciary system کو ٹھیک کر دو، سینیٹ نے عدلیہ میں سستے اور فوری انصاف کے حوالے سے تجاویز دیں، مگر اس پر کو عملدرآمد نہیں کروا رہے ہیں۔ یہ سینیٹ نے متفقہ طور پر دی ہیں، کون ہے اس کا ذمہ دار؟ اس کے خلاف کچھ نہیں کہتے جبکہ گناہگار وہ لوگ ہیں۔ ہاں، ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ نے ججز کے بچوں کو protection دینی ہو گی، ریاست کے ہر بندے کو آپ نے protection دینی ہو گی۔ ایک لاہور میں PSL کے میچ کے لیے سب حاضر تھے۔ اگر آپ ججز کے مسئلے پر، ساری جماعتوں کے مسئلے پر، سارے عوام کے مسئلے پر، جلسوں کے مسئلے پر، مساجد کے مسئلے پر اور دوسرے مسائل پر اس طرح protection دیتے ہیں تو پھر کہاں سے وہ لوگ آتے ہیں؟ ہم نے لاہور میں بہت بڑی کامیابی اور فتح حاصل کی۔ لوگ حیران تھے کہ ہم نے کیا فتح کیا۔ ہم نے میچ کروایا۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ خدا کے لیے! دنیا آپ پر ہنس رہی ہے کہ آپ نے میچ کروایا اور آپ نے فتح حاصل کی۔ آپ نے اس طرح فتح حاصل نہیں کی بلکہ آپ دنیا کو اپنی حیثیت بتا رہے ہیں کہ ہم یہاں تک ہیں کہ ہم ایک میچ پر سارے لوگ کہتے ہیں کہ بس خیر خیریت سے ہو گیا۔ لہذا، اس ترمیم کے حوالے سے سیاسی جماعتوں سے ہماری یہ گزارش ہے کہ خدا کے لیے! اسے کسی بھی حالت میں منظور مت کریں۔ آپ کی پارٹیوں کی جو بھی لیڈرشپ ہے، چاہے وہ جو کچھ بھی کہیں گے، ان کی اپنی مجبوریاں ہوں گی مگر آپ اپنی پارٹی کے خلاف جا رہے ہو، اپنے منشور کے خلاف جا رہے ہو، پارلیمنٹ کی بالادستی کے خلاف جا رہے ہو، آئین و قانون کے خلاف جا رہے ہو۔ ایسا مت کریں، اپنی history خراب مت کریں۔ میں ایک مرتبہ پھر request کر رہا ہوں کہ اس ملک میں قومی برابری کر دیں، good and bad طالبان یا دہشت گرد کی پالیسی ختم کر دیں، ہم سارے اداروں کو اس پارلیمنٹ کے تابع کر دیں اور حکومت کو بھی اس پارلیمنٹ کے تابع بنا دیں، اسے جوابدہ بنا دیں۔ یہ سارے مسئلے پھر حل ہو جائیں گے۔ ہر parliamentarian کو، ہر ادارے کو آئین و قانون کا پابند بنا دیں کہ کوئی بھی قانون کی خلاف ورزی نہ کرے۔ سب سے پہلے

پارلیمنٹ کرپشن کے حوالے سے اپنا حساب دے۔ ہر ایک کو، حکومت کو، parliamentarian کو اور تمام اداروں کو اپنا حساب دینا چاہیے۔

ہم ہر وقت گناہگار اپنے عوام کو ٹھہراتے ہیں۔ عوام کا کمال تو یہ ہے کہ آپ کو اور ہم لوگوں کو اس پارلیمنٹ تک لائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امن دے دو، آئین پر عمل درآمد کرو، یہاں لوگوں کو روزگار دے دو، مہنگائی ختم کر دو، کرپشن ختم کر دو، یہاں ہماری قومی زبانوں کو آئین کا حصہ بنا دو، سینیٹ کو بااختیار بنا دو۔ عوام میں سے کسی کا بھی سینیٹ کو اختیارات دینے کے متعلق اختلاف نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حکومتوں کو عوام کا خدمتگار اور خادم بنا دو جبکہ ہم یہ نہیں کر رہے، ہم کچھ بھی نہیں کر رہے۔ عوام تو یہ چاہتے ہیں۔ آج میں حیران ہوں کہ سینیٹ جیسے اہم ادارے میں پرائم منسٹر آ رہے ہیں۔ انہیں تو ہر وقت یہاں آنا چاہیے۔ یہ ہاؤس آف فیڈریشن ہے، انہیں ہاؤس آف فیڈریشن کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہاں سے جو بھی تجاویز دی جاتی ہیں، جو بھی فیصلے کیے جاتے ہیں، جو بھی bills pass ہوتے ہیں، ان پر پرائم منسٹر صاحب کو، ان کی کابینہ کو اور ان کی حکومت کو عمل درآمد کرنا چاہیے۔ ہماری اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے فیصلوں پر انہیں عمل درآمد کرنا چاہیے۔ ہمارے بعض bills ایسے ہیں جو سالوں پڑے رہتے ہیں مگر اس طرح کا bill راتوں رات دونوں ایوانوں میں لایا جاتا ہے۔ اس کے لیے ایک طریقہ ہونا چاہیے۔ فاٹا کے عوام کی منشاء کے خلاف اور ان کی رائے کے خلاف بات ہو تو اسے آپ جلد از جلد کابینہ کی میٹنگ میں ڈال کر فیصلہ کر لیتے ہو۔ یہاں پر آپ لوگوں نے ردّالفساد کے نام پر سارے پنجاب میں ردّالپشتون شروع کیا ہے۔ یہاں تک کہ ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہمارے شناختی کارڈ blocked ہیں۔ یہاں تک کہ کل پھر پنجاب یونیورسٹی میں واقعہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: کاکڑ صاحب! میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس معاملے پر میں آپ کو bill کے بعد موقع دوں گا۔ اس وقت بحث bill تک محدود رکھیں۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: لہٰذا، میں اور ہماری پارٹی، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی، اس آئینی ترمیم کی مخالفت کرتی ہے۔ دوسری جماعتوں سے بھی ہماری گزارش ہے کہ وہ اس bill کی مخالفت کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تاج حیدر صاحب۔

Senator Taj Haider

سینیٹر تاج حیدر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ 2015 میں ہر سیاسی جماعت نے بڑے تحفظات اور دکھ کے ساتھ اس bill کو pass کیا تھا۔ آج بھی جب ہم اس bill کو pass کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں ہماری نشستیں ہوئیں، گفتگو ہوئی، بات چیت ہوئی، اس وقت بھی ہر ایک نے دکھ کا اظہار کیا۔ آج ہم یہاں تقاریر بھی سن رہے ہیں، ہر ایک اس دکھ کا اظہار کر رہا ہے کہ ہم یہ کڑوا گھونٹ پی رہے ہیں۔ جی ہاں، اس کڑوے گھونٹ کی کڑواہٹ کو کم کرنے کی پاکستان پیپلز پارٹی نے کوشش کی اور کچھ ترمیمات ہم لائے جن سے انسانی حقوق کی پاسداری ہو رہی ہے لیکن حقیقت اس سے کہیں زیادہ تلخ ہے۔ اس قانون سے اور اس ترمیم سے کہیں زیادہ تلخ حقیقت ہے، اس کا بھی ہمیں احساس ہے۔ ہم دشواریوں کا رونا رو رہے ہیں، یہ دشواری ہے، وہ دشواری ہے، ہمیں یہ کرنا چاہیے تھا، ہمیں وہ کرنا چاہیے تھا، ہمارے راستے میں یہ پتھر حائل ہیں۔

جناب عالی! جو چیز ہم نہیں کر رہے وہ یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کا تجزیہ کریں، ہم دیکھیں کہ تضاد کیا ہے جو کہ ہمارے ملک کو کھائے جا رہا ہے، ساٹھ ہزار پاکستانی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔ آخر اس مسئلے کی جڑ کیا ہے، آخر اس میں تضاد کیا ہے، ہم اس پر گفتگو نہیں کر رہے، ہماری گفتگو میں تجزیہ نہیں ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر جو چیز ہے، وہ یہ ہے کہ ہم کسی عزم کا اظہار نہیں کر رہے۔ ہم اس بات پر پر عزم طریقے سے نہیں کھڑے ہوئے کہ ہاں! جو بھی ہماری کمزوریاں ہیں اور یہاں بہت سی کمزوریوں کی باتیں ہوئی ہیں، جو بھی ہماری کمزوریاں ہیں انہیں دور کیا جائے گا، معاملے کو سمجھا جائے گا اور عملی اقدامات لیے جائیں گے آگے بڑھنے کے لیے اور اس دہشتگردی کی لعنت سے ہمیشہ ہمیشہ چھٹکارا پانے کے لیے۔

جناب عالی! میں سمجھتا ہوں کہ صرف لفاظی سے کام نہیں چلے گا۔ Rhetoric اصل مسئلے کو دبا دیتی ہے اور الفاظ کی خوبصورتی میں ایک ایسے رویے کو جنم دیتی ہے جو کہ صرف اور صرف جذباتی رویہ ہے اور جو عقلی رویہ نہیں ہے۔ جس عظیم شخصیت کی تصویر یہاں لگی ہوئی ہے، اس نے یہی کہا تھا کہ سیاست میں جذباتی رویوں کے بجائے عقلی رویے ہونے چاہییں اور ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کس چیز میں ہمارا فائدہ ہے اور کس چیز میں ہمارا نقصان ہے، کس وجہ سے ایک مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اور اس کا کیا حل ہو گا۔

جناب عالی! ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا تضاد مذہبی انتہا پسندی ہے۔ انتہا پسندی وہ mindset ہے جو کہ ہم سے سوچنے سمجھنے کی طاقت چھین لیتا ہے۔ انتہا پسندی آخر ہے کیا؟ انتہا پسندی یہ ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں، وہ درست ہے اور جو باقی سب کہہ رہے ہیں، وہ غلط ہے۔ چونکہ میں درست ہوں اور باقی سب غلط ہیں، اس لیے ان باقی سب کا یہ فرض ہے کہ میرے پیچھے پیچھے چلیں۔ اگر وہ میرے ساتھ نہیں آتے تو مجھ پر اللہ کی طرف سے یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ میں انہیں قتل کروں اور میں زور و زبردستی سے انہیں اپنے پیچھے چلاؤں۔ اگر اس میں کچھ اور لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں تو وہ ایک collateral damage ہے۔ مجھ سے ایک بہت بڑے عالم دین نے یہ کہا کہ تاج حیدر صاحب! جب سیلاب میں آدمی مر جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں ظہر کی اذان سنائی دی)

سینیٹر تاج حیدر: جناب چیئرمین! کہا گیا کہ سیلاب یا زلزلے میں جب بے گناہ انسانی جانیں تلف ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہیں کیا جاتا، آپ کیوں اعتراض کر رہے ہیں جو ہماری جنگ ہو رہی ہے اور اس میں بے گناہ افراد مرتے ہیں۔ میں نے صرف اتنا جواب دیا کہ اللہ کی جگہ آپ خود بیٹھنے کی کوشش نہ کریں اور نہ اس کی حکمتوں پر آپ تبصرہ فرمائیں۔ اگر یہ mindset رہے گا، اگر یہ تمام چیزیں رہیں گی، اس کا مقابلہ نہیں کیا جائے گا اور نوجوانوں کو صحیح ہدایت نہیں کی جائے گی تو آپ کتنی عدالتیں بناتے رہیں یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔

جناب والا! کچھ دہشت گردی خفیہ طور پر ہو رہی ہے، سہون شریف کا خفیہ طور پر ہوا اور کچھ چیزیں سامنے آ رہی ہیں، کل پنجاب یونیورسٹی میں بدقسمتی سے جو واقعہ ہوا، وہ کھل کر سامنے آیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مذہبی جماعتوں نے اس mindset کی اور اس واقعے کی مذمت نہیں کی۔ اگر وہ مذمت کرتے تو اس سوچ کی حوصلہ شکنی ہوتی کہ ہاں! ہم مذہب کے نام پر، ہم دین کے نام پر کسی کے خلاف ڈنڈا استعمال نہیں کریں گے اور ہم ہر طبقے کا احترام کریں گے۔ جناب والا! اگر political will کی کمی ہے، اگر عزم کی کمی ہے، اگر کھل کر بات نہیں کی جا رہی اور صرف لفاظی پر بھروسہ کیا جا رہا ہے تو میرے خیال میں دو سالوں کے بعد ہمیں پھر یہیں کھڑے ہو کر اسی طرح کی ایک amendment لانی پڑے گی۔

جناب والا! کیا وجہ ہے کہ صوبہ سندھ جہاں اتنی مذہبی رواداری ہے، جہاں کا culture تصوف ہے، وہاں National Action Plan کے تحت 2311 مدارس کو بند

کیا گیا ہے، صوبہ پنجاب میں صرف دو مدارس کو بند کیا گیا۔ آخر یہ کیا وجہ ہے؟ کیا وجہ ہے کہ یہاں کھڑے ہو کر کہا جاتا ہے کہ ہمیں APS پر حملے کی معلومات تھیں، ہمیں واہگہ بارڈر پر حملے کی معلومات تھیں، ہمیں کراچی ائیرپورٹ پر حملے کی معلومات تھیں لیکن کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور اگر کارروائی نہیں کی گئی۔۔۔

جناب چیئرمین: تاج صاحب! شکریہ۔

سینیٹر تاج حیدر: جناب والا! میں صرف دو، چار الفاظ کہہ کر اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ ان تمام چیزوں پر inquiry کی demand نہیں کی جاتی کہ آخر کہاں lapse ہوا؟ جناب والا! احساس زیاں ہے اور یہ اچھی بات ہے کہ احساس زیاں ہو، متاع کارواں لٹ رہی ہے اور اس پر احساس زیاں ضرور ہے لیکن میں چاہوں گا کہ جذباتی رویوں کی بجائے عقلی رویے آگے آئیں اور ہم پھر ایک عزم کے ساتھ آگے بڑھیں۔ ہم اس سوچ کی بیخ کنی کریں اور آئندہ ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑے کہ ہم اپنے اداروں کی ناکامی کا رونا روئیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، الیاس بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ ہم نے دہشت گردی کے خلاف ایک قانون دو سال پہلے بنایا اور دو سال پہلے بھی بڑی مجبوری سے بنایا، سب بڑے لوگوں نے jointly ایک فیصلہ کیا اور ایک National Action Plan بنایا گیا تھا لیکن اس National Action Plan پر پورا عمل نہیں ہوا۔ اگر اس پر عمل ہو جاتا تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا، ہم بار بار آپ کے سامنے یہ بتاتے رہے کہ پنجاب میں action نہیں ہو رہا تو ہمارے وزیر صاحب یہ کہتے رہے کہ میں تو South Punjab میں ہوں، وہاں تو کوئی دہشت گردی نہیں ہے۔ جس دن لاہور میں حملہ ہوا اسی رات دس دہشت گرد South Punjab میں مارے گئے۔

یہ دو سال کافی تھے، سب پارٹیوں نے مل کر National Action Plan بنایا، اپنی input دی، اگر اس پر نیک نیتی سے اور صحیح طریقے سے کام کیا جاتا تو آج ہمیں پھر یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ جیسے تاج حیدر صاحب اور شیری رحمٰن صاحبہ نے کہا کہ یہ دن دو سالوں کے بعد نہ دیکھا جائے، میں کہتا ہوں کہ اللہ کرے کہ ہمیں موت آ جائے اگر ہم اس طرح کا دوسرا دن دیکھیں۔

جناب والا! بہت ساری پارٹیاں ہیں جو ہمیشہ مارشل لاء کی حمایت کرتی رہی ہیں، ضیاء الحق کے مارشل لاء میں بھی چند اسلامی پارٹیاں شامل ہوئی تھیں۔ الحمدللہ نہ ہماری پارٹی اور نہ ہمارے بزرگ کسی مارشل لاء میں شامل ہوئے، نہ حکومت میں شامل ہوئے، نہ ہم نے گورنری لی، نہ ہم نے وزارتیں لیں، ہم ہمیشہ مار کھاتے رہے اور جتنی مار ہم نے کھائی ہے تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کی کوئی سیاسی جماعت اتنی مار نہیں کھا سکتی اور نہ اتنا زیادہ جیلوں میں جا سکتی ہے۔ ہم نے ہمیشہ کہا کہ ہمسائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے جائیں اور آج بھی کہتے ہیں، وزیراعظم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے borderکھولنے کا اعلان کیا، ہم سمجھتے ہیں کہ borderبند کرنے کا اعلان بھی غلط تھا۔

Mr. Chairman: Bilour Sahib, on the Bill, border has nothing to do with the amendment.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! ہم ہمیشہ کہتے تھے کہ ہمسائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں لیکن ہمیں کبھی انڈیا کا ایجنٹ بنایا گیا، کبھی روس کا ایجنٹ بنایا گیا، آج کل ہم امریکہ کے ایجنٹ بن گئے ہیں۔ مجھے مبارک ہو، لوگوں کی وجہ سے میں نہیں سمجھتا۔ 79-1978 میں جب امریکہ ویت نام کا بدلہ لینے کے لیے آیا تو اس وقت بھی اس ملک میں مارشل لاء تھا، اس وقت بھی اس ملک میں فوج کی حکومت تھی، اس وقت ہم لوگوں نے یا ہمارے بزرگ خان عبدالولی خان نے openlyکہا کہ یہ جہاد نہیں ہے، یہ فساد ہے، ہمارے چند دوستوں اور چند اسلامی جماعتوں نے، مجھے کہنے میں کوئی شرم نہیں ہے کہ انہوں نے کہا یہ جہاد ہے۔ آج جب ہم اس فساد کو اتار رہے ہیں اور ہم نے ردالفساد کو شروع کیا تو یہ اسی وقت تھا، فساد تھا اور آج جب ہم فوجیactionکرنا چاہتے ہیں، یہ کس نے بنایا تھا؟ امریکہ لایا تھا، امریکہ باہر سے اٹھا کر لایا اور billions of rupeesاس نے دیے تھے اور جماعتوں نے لاکھوں، اربوں ڈالر کمائے۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب! wind upکر لیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! میں نے تو ابھی تقریر شروع کی ہے۔

Mr. Chairman: No, no sorry, you have to wind up.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Then I will sit down.

Mr. Chairman: That is up to you.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Please give me three, four minutes.

Mr. Chairman: I will give you two minutes.

سینیٹر الیاس احمد بلور: چلیں ٹھیک ہے۔ جناب والا! اسامہ بن لادن کے متعلق باتیں ہوئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسامہ بن لادن جب مارا گیا تو اس وقت ہم حکومت میں شریک تھے اور خیبر پختونخوا میں حکومت ہماری اور پیپلز پارٹی کی تھی۔ وہاں پر مانسہرہ کا ایک مفتی صاحب اٹھے اور انہوں نے کہا کہ یہ شہید ہے۔ میں request کرتا ہوں آپ جو بھی دیکھنا چاہتا ہے کہ بشیر بلور نے اسامہ بن لادن پر تقریر کی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ جو اسے شہید کہتا ہے وہ غدار ہے۔ میرے بچوں کو مارنے والا اسامہ بن لادن ہے۔ میرے بچوں کو سکھانے والا اسامہ بن لادن ہے۔ اسامہ بن لادن کو آپ کیسے شہید کہتے ہیں۔ یہ جیکٹ والا blast اس نے لوگوں کو سکھایا۔ یہ طریقے ہمارے بچوں کو اس نے سکھائے ہیں۔ پھر ہمارے اسلام کے جو وہ scholar تھے انہوں نے بچوں کو بتایا کہ اگر تم جاؤ اور یہ جیکٹ پھاڑو تو سیدھا جنت میں جاؤ گے اور رسول ﷺ تمہارے لیے ہار لے کر کھڑے ہوں گے اور وہ تجھے پہنائیں گے اور تجھے وہاں پر حوریں ملیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ معاف کرے یہ وہ scholar تھے جنہوں نے بچوں کو یہ ٹریننگ دی کہ 16, 17 سال کے بچے یہ کر رہے تھے۔ جب بیت اللہ محسود مارا گیا تو چند لوگوں نے اس پر آنسو بہائے۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ چند پارٹیوں کے لیڈروں نے اسے شہید کہا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ شہید تھا تو یہ باقی جو ہمارے سیاسی اور فوجی لوگ تھے یہ کیا تھے۔ یہ مردار تھے یا شہید تھے؟ جناب چیئرمین! یہ شہید تھے۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چیئرمین صاحب نے بھی بڑے کوڑے کھائے ہیں۔ مجھے بھی پنجاب پولیس نے بہت مارا ہے۔ الٹا لٹکایا گیا ہے، چھتر مارے گئے ہیں جو پنجاب پولیس کی عادت تھی اور پھر کل جو پختونوں کے ساتھ ہوا ہے وہ بہت غلط ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اس Bill کی support کبھی نہ کرتے کیونکہ ہم کبھی بھی غیر جمہوری حکومتوں میں وزیر، وزیر اعلیٰ یا گورنر نہیں بنے۔ ہم صرف جمہوری حکومتوں میں وزیر بنے۔ PML (N) کے ساتھ بنے اور پھر PPP کے ساتھ بنے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر عبدالقیوم۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Abdul Qayyum

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہم نے ملٹری کورٹس کے مسئلے پر بہت سی اچھی تقاریر سنی ہیں۔ کل قومی اسمبلی میں بھی لوگوں نے اپنے views دیے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارے views بڑے قابل قدر ہیں۔ ہم سب جمہوریت کی مضبوطی اور آئین کی پاسداری پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے میرے خیال میں وہ ملک سے وفاداری نہیں کرتے۔ اس میں تو کوئی doubt نہیں ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا civil کا نظام، ہماری پارلیمنٹ اور ہمارے institutions مضبوط ہوں اور ہم آگے چلیں۔ اللہ کے کرم سے یہی ہمارا ارادہ ہے اور اسی پر ہم چل رہے ہیں۔ موجودہ حالات، جس سے ہم confront کیے ہوئے ہیں، یہ بڑی different situation ہے۔ اس situation کے اندر یہ جو ملٹری کورٹس کی بات آئی تھی یہ ایک response تھا to a threat اور ہم یہ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ threat remove ہو جائے۔

جناب چیئرمین! کل ہمارے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں ملٹری کورٹس کی یہ بات اٹھی تھی تو Prime Minister Sahib جو آج یہاں پر موجود ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ دو سال بھی لمبا عرصہ ہے۔ ایک سال بھی زیادہ ہے۔ ہم کوشش کریں کہ چھ مہینوں کے اندر judicial reforms لائے۔ اس پر effort کی جانی چاہیے۔ ارادہ تو یہ ہے لیکن میں یہ سوچتا ہوں، ایک تجربہ میرا ملٹری کا بھی ہے۔ Civil side بھی میں نے دیکھی ہے اور یہ security کے issues کو میں تھوڑا سمجھتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا جو judicial system up grade ہوا بھی تو ملٹری کورٹس یا extraordinary steps لینے کا دارومدار آپ کے سسٹم پر نہیں بلکہ threat کی gravity پر ہوگا۔ جناب چیئرمین! اگر threat grave ہوا تو بین الاقوامی قوانین بھی یہ کہتے ہیں کہ جو آپ کے derogatory rights ہیں ان کو آپ وقتی طور پر suspend کر سکتے ہیں۔ So, it is in that spirit کہ ان courts پر ہماری ساری political parties دو سال پہلے agree ہوئی تھیں اور ان کو یہ اندازہ تھا کہ ہمارے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت مقصود ہے۔ اس وجہ سے یہ کیا گیا۔ آج بھی بادل نخواستہ ہم یہ کر رہے ہیں۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے judicial system کو تو ضرور مضبوط کریں گے لیکن چونکہ پچھلے 70 سالوں میں اس کے اندر وہ فرسودگی ہے کہ وہ ہمارے normal courts کے جو مقدمات تھے ان کو بھی نہیں سنبھال سکتے اور بہت سے cases pending ہیں۔ یہ تو peaceful situation کے لیے ہے لیکن extraordinary situation کے بارے میں کوئی پتا نہیں کہ اگلے چند مہینوں یا سالوں میں بین الاقوامی سطح اور regional سطح پر کیا ہونے والا ہے۔ آپ کو امریکہ کے attitude کا پتا ہے۔ Region کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر کوئی ایسی situation develop ہوتی ہے جس سے قومی سلامتی خطرے میں پڑتی ہو تو آپ کو بہت سے steps لینے پڑتے ہیں اور وہ آپ لیں گے اور وہ بین الاقوامی سطح پر لیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں conclude کر رہا ہوں۔ دیکھیں جب امریکہ کے اندر War of liberation لڑی گئی تو جارج واشنگٹن نے بھی ملٹری کورٹس بنائیں۔ Roosevelt نے بھی اپنے طور پر جرمن کو try کرنے کے لیے کیا۔ آپ دیکھیں کہ بش کے دور میں انہوں نے کہا کہ یہ unlawful enemy combatants ہیں جو کہ ممبر ہیں دشمن کی آرمی کے آج جو لوگ ہمارے بچوں کے گلے کاٹ رہے ہیں اور ہمارے لوگوں کی جانیں لے رہے ہیں تو ان کے ساتھ deal کرنے کے لیے آپ ایک قانون اور عدالت بنا رہے ہیں اور اس عدالت میں وہ لوگ جائیں گے جن کو صوبائی حکومت clear کرے گی اور پھر Interior Ministry clear کرے گی پھر ان کو defence کا حق ہوگا۔ یہ ایک ضرورت ہے جس کو ہم نے آگے بڑھانا ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عائشہ رضا۔

Senator Ayesha Raza Farooq

سینیٹر عائشہ رضا فاروق: شکریہ، جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I would like to remind this House about a couple of things. One, that we are facing extraordinary circumstances right now which require extraordinary measures. We are not fighting with an easy enemy, an enemy that has been misusing our

religion to commit terrorist activities in the country, an enemy that has wrongly committed offences in the name of

religion ایسا religion جو ایک امن پسند religion ہے۔

So, what I like our honourable Senators to consider is that should we allow this, should we allow our religion to be misused here in acts of terrorism. Mr. Chairman, also I would like to remind honourable Senators who are here about the great achievement that we have been achieving against terrorism in our country. If you look at the past 2 years, I think, we forget, we have short memories.

ہم وہ دن بھول گئے ہیں کہ جب ملک بھر میں آئے دن Bomb blast ہوا کرتے تھے۔

Mr. Chairman: Minister for Water and Power, no crossing the line please.

Senator Ayesha Raza Farooq: And it is really measures like this amendment that was made 2 years back which lead to considerable reduction in the number of attacks that we saw across the country. Mr. Chairman, I disagree that the Parliament is handing over its powers to anyone else. We are certainly not doing that.

ہم یقیناً بااختیار ہیں and this amendment we are doing ourselves over here.

No. 2, Mr. Chairman, for all those Senators who raised concerns here, I want to quote a little from this amendment to the Army Act here proviso 'b' Section 2 says:-

(i) "No person accused of an offence falling under sub-clause (iii) or sub-clause (iv)

shall be prosecuted without the prior sanction of the Federal Government".

So, certainly the Government has powers to decide which offence is referred to military court here.

(ii) The same proviso for part (e) reads here "the accused shall have the right to engage a counsel of his choice at his trial as provided for in this Act".

So, it is not as if powers have been taken away from those who fall prey to this Act here.

And Mr. Chairman, finally the concern, raised here saying

کہ reforms نہیں کیے گئےاور نہ ہی ہوں گے۔

I just want to remind this august House that a motion has been passed by the National Assembly for formation of a Parliamentary Committee on National Security comprising of all Parliamentary parties leaders here, which is going to ensure and monitor and we will ensure the transition back from military courts to existing Judicial courts over here. But when we do this and we make this amendment here, we must realize the extraordinary circumstances that we are facing in this country today which require these extraordinary measures. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. When things got so bad that Socrates could not face it, he took poison. Now we cannot take poison, we are *motoos*. So, we can just

take the bitter pill. No one who claims to be a democrat or has any iota of democracy in his blood can possibly support such a thing willingly but unwillingly, facing the situation that is prevailing and the complete and utter failure of the Government to utilize the two years that this Parliament gave, after taking a very bitter pill, after agreeing on a draconian law which no parliament would like to pass in any democratic dispensation in the world but unfortunately, Nero fiddled while Rome burned and this Government slept while Pakistan was braises in blood and they did not even bother to carry out one single judicial reform or any type of improvement in the judicial system.

Sir, when is the army called, the wording is that the civil Government having failed to maintain law and order requests the presence of the Pakistan Army. The Government has first to admit they have failed and then they can request and they do request the army in.

Now when we are asking for military courts, the Government has categorically said that the Government having failed, its judiciary having failed, requests the Military Courts. Now this is tragic or it is a tragedy for any judicial system anywhere in the world.

(At this stage the Chair was occupied by the Presiding Officer (Syed Muzafar Hussain Shah)

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Our Governments have this one very, very unique something the civilian Governments duly elected by the vote of the people and having the mandate, they love to be Martial Law Administrators. And the Martial

Law administrators who usurp powers, who violate the Constitution and take over they love to be democratic leaders and this Government is certainly, inclined towards the dictatorship and dictatorship measures.

Sir, the Senate Committee as a whole sat and did the work that the Government should have done. All the Government has to do is to implement one quarter of the recommendations made by this honourable House. The collective wisdom of this House has given the way forward. All they have to do is just carry them out but they have no political will whatsoever because we gave them the National Action Plan, the whole nation was behind them, every single political party was behind them and they turned it into a non-action Plan. We gave them judicial reforms, recommendations and they do not carry them out.

Any weak government, throughout the history of mankind has used the armed forces as its clutches and this Government, the weakest of the weaks uses the army as its clutches to suppress, oppress the already suppressed and oppressed and hard hit people of Pakistan.

The good points mentioned by the honourable members from the Government Party they were the collective wisdom and the force and the best of the democratic traditions of the opposition and I must mention it is not my party and they are very against us also but Pakistan Peoples Party has played a very, very commendable role. They have made this thing more human although it is inhuman type of act that is being

implemented and thrust on the people of Pakistan; they have made it as human as possible by getting the accused produced within 24 hours. What goes on in the minds of families who can then only be witnessed, only those who can know who go through it.

Then a lawyer of their own and then they have managed to get the grounds of arrest told to the family of the accused, at least to the accused. These were not there had the Opposition and especially Pakistan Peoples Party not taken that stand. They got the things and the Government did agree after a lot of negotiations and which is a good thing and they have to commend it for that little thing but the main problem is that this law has been passed not to bring the nation under military law perpetually. The basic reason that this bitter pill is being taken by the *Muttahida Qaumi Movement* is to give the Government a chance, a two years period, to carry out necessary judicial reforms. If they want to rule under a democratic dispensation they must start believing in democracy, they must start believing in the basic fundamental rights, they must grant to the people the freedoms that are enshrined in the Constitution of Pakistan, they must learn to go in accordance with the law of the land, they must carry out the due process of the law, Sir, committing the greatest crime of all is accusing an innocent man and finding an innocent man guilty. It is far better to let the guilty off rather than convict an innocent man, the guilty can be caught later. He can be brought to the justice under any other law but an innocent who is

harmed by the defected law or due to miscarriage of law is the greatest injustice that can be done.

I appeal to the Government to use this gift we are giving. This is something that we are giving against the very conscience; we are giving this against all democratic traditions. We are giving this against all democratic customs, usages; we are letting them use the Parliament of Pakistan the supreme and Upper House of Parliament. We are agreeing only and only for the national interest because these monsters, these inhuman fiends who murder our children, they have attacked our future generations. These inhuman friends, these monsters have to be destroyed. Where the Pakistan Army has done an excellent job, they have given great sacrifices, the political Government must come in action and they must also implement the National Action Plan and they must use these military courts to suppress and destroy the enemies of Pakistan, the enemies of Islam who are murdering in the name of religion. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Senator Niazi Sahib.

Senator Ghous Muhammad Khan Niazi

سینیٹر غوث محمد خان نیازی: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد، جناب چیئرمین! دسمبر 2014 میں ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے اور اس وقت وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے تمام سیاسی پارٹیوں اور ان کی قیادتوں کو اکٹھا کیا۔ اس وقت ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ جو لوگ یہاں اسمبلی ہال کے سامنے دھرنا دیئے بیٹھے تھے اور do or die position پر تھے ان کو بھی وہ چیز چھوڑنی پڑی اور وہ بھی دوڑے دوڑے پشاور پہنچے اور وہاں ایک National Action Plan ترتیب دیا گیا۔ وہاں فیصلہ ہوا کہ فوجی عدالتوں کو

اختیار دیئے جائیں اور اس کے لئے time frame بھی mention کیا گیا کہ ان کو دو سال کے لئے کام کرنے دیا جائے۔

یقیناً یہ بڑا مشکل فیصلہ تھا، جمہوری قوتوں کے لئے بڑا ہی مشکل فیصلہ تھا لیکن ایسے حالات بعض اوقات پیدا ہو جاتے ہیں کہ قوم کو بڑے مشکل فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے بعد دو سال کے لئے National Action Plan اور فوجی عدالتوں کی ترمیم تمام سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لے کر جمہوری طریقے سے کئے گئے۔

اب جب دو سال پورے ہوئے تو اس کے بعد دیکھا گیا کہ ابھی بھی اس کی ضرورت ہے۔ فوجی عدالتوں کے یہ اختیارات کسی خوشی سے نہیں دیے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو دسمبر 1971 میں لے جانا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہم نے فوج سے کچھ اختیارات لیے بھی تھے، اس وقت ذوالفقار علی بھٹو صاحب Chief Martial Law Administrator بنے، پاکستان کی ستر سال کی تاریخ میں کوئی civilian Martial Law Administrator نہیں بنا لیکن اس وقت حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ ان کو یہ عہدہ لینا پڑا۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ پھر ہمیشہ فوج ایک civilian کے under رہی، کچھ عرصہ بعد حالات بہتر ہو گئے تو فوج نے اپنا کام سنبھال لیا۔

اسی طرح جب یہ stage شروع ہوا ہے اور ہمارا ملک ابھی تک دہشت گردی کا شکار ہے، ویسے ہم نے دہشت گردوں کی کمر توڑ دی ہے لیکن ابھی ان کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے، اس mind-set کو ختم کرنے کے لیے ابھی بھی ہمیں فوجی عدالتوں کی ضرورت ہے۔ جو ترامیم اپوزیشن نے پیش کی ہیں، ہم نے وہ منظور بھی کر لی ہیں تو میرے خیال میں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارا ملک ایسی stage سے گزر رہا ہے کہ ابھی نہیں تو کبھی نہیں۔ جب تک ہم اس دہشت گردی کے ناسور سے نجات نہیں پائیں گے، ہمارا ملک ترقی نہیں کرے گا، ہمارے ملک سے بے روزگاری دور نہیں ہو گی۔ ہمارا ملک جس طرح آزاد ہوا تھا بے سروسامانی کی کیفیت میں، ابھی تک اسی حالت میں چل رہا ہے۔ وزیراعظم صاحب کی زیر نگرانی اب جب ملک ترقی کی راہ پر چل پڑا ہے تو جو بھی اقدامات کیے جا رہے ہیں، تمام سیاسی پارٹیوں کو اس کی support کرنی چاہیے، فوجی عدالتوں کو جو دو سال کی extension دے رہے ہیں، اس کی اجازت دینی چاہیے۔

جب کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ دو سال کے لیے فوجی عدالتیں بنی تھیں تو ان کو دو سال کی extension نہیں ہو سکتی، ان کو ایک سال یا ڈیڑھ سال کی extension دیں، میرے خیال میں ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے، اس سے پہلے جنرل کیانی صاحب، چیف آف آرمی سٹاف آیا، ان کی تین سال کی extension تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ شاید حالات ایسے تھے کہ مجبوراً دینی پڑی۔ ایسے فیصلے مجبوری کے حالات میں کیے جاتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی چھوڑیں اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے تمام پارٹیاں میاں نواز شریف صاحب کا ساتھ دیں، ان شاء اللہ ہمارا ملک جلد ہی ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب۔

Senator Farhatullah Babar

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! Today is a very sad day اور یہ ایوان ہمیشہ اس سے پہلے جب بھی civil کا space surrender ہوتا تھا، اس ایوان نے ہمیشہ آواز اٹھائی ہے۔ آج بدقسمتی سے یہ ایوان خود willingly, we are surrendering the civil and political space to the military. It is a day of great embarrassment to me and I believe, to every democrat کہ ہم یہ کر رہے ہیں۔

Every kind of the civil and political space is surrendered to the military. I feel diminished, the Parliament feels diminished. Today in that diminishing process, the Parliament itself is a party. There cannot be a greater embarrassment for the Parliament and for the democrats.

جناب چیئرمین! جس طرح تھوڑی دیر پہلے ایک فاضل سینیٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے بھی نظریہ ضرورت کا سہارا لیا ہے۔

He has always been criticizing the resort to doctrine of necessity by the courts and today, we are ourselves resorting to the doctrine of necessity. I have no words

to describe, how much diminished I feel and how much diminished the Parliament will from outside.

Mr. Chairman! Having said that as I will cast my vote in favour of these amendments. I also want to lay before you a proposal. I am making this suggestion and this proposal in my personal capacity. I would not be surprised if my party, before sunset today, disowns this proposal but nonetheless, as a member of the Senate, I seek your indulgence and the indulgence of my party also to make a suggestion

کہ آج اگر ہم اپنے آپ کو diminish کر رہے ہیں تو اس diminish کرنے کے process کو آئندہ کے لیے کیسے روکیں۔ آج تو ہم یہ کر رہے ہیں، دو سال پہلے بھی کیا تھا۔

جناب والا! میری ایک تجویز ہے I do not go into the pros and cons of the Bill now میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ ہماری چار یا پانچ تجاویز کو اس میں سمو لیا گیا ہے۔ اس کا جو bitter pill تھا اس کو sugar coat کیا گیا ہے یہ سب درست ہو گا۔ But no matter what we say, the bottom line is that the parliament has surrendered space to the military. The parliament has opened the door of the judiciary to the military. The Parliament has endorsed the creation of a parallel judicial system. This is not something about which we can be proud of.

جناب چیئرمین! میری تجویز یہ ہے کہ آئندہ کے لیے اس کو کیسے روکا جائے۔ اس تجویز کا آپ کے ساتھ بھی تعلق ہے وہ یہ ہے کہ آئین کیا کہتا ہے اور آئین میں وہ شق آپ جب اٹھارھویں ترمیم لا رہے تھے if I may have your attention اس کا تعلق آپ سے بھی ہے جو میں تجویز پیش کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب آئین میں اٹھارھویں ترمیم آ رہی تھی تو ایک تجویز یہ بھی تھی کہ کون ممبر disqualify ہو گا اور disqualification کی وجوہات بیان کی گئی ہیں اور parameters کا تعین کیا گیا ہے، اگر وہ money bill پر پارلیمانی پارٹی سے اختلاف کرے، اگر وزیراعظم کے انتخاب میں پارٹی سے اختلاف کرے، یہ پہلے بھی تھا لیکن

اٹھارھویں ترمیم میں ایک نئی چیز ڈالی گئی کہ آئینی ترمیم اگر ہو گی تو پارٹی کا سربراہ اسے disqualify کرنے کے لیے move کر سکتا ہے اور وہ disqualify کرے گا۔ اب جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں اور اپنے ایمان کی روشنی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئینی ترامیم کا تعلق نہ صرف پارٹی پالیسی سے ہونا چاہیے بلکہ ضمیر کے ساتھ بھی ہے۔ I really raise this question آپ نے اٹھارھویں ترمیم میں کر دیا تھا، درست کیا ہو گا اس وقت کے حالات ایسے ہی ہوتے ہوں گے لیکن تجربہ اب یہ بتا رہا ہے کہ اگر یہ اختیارات سیاسی جماعتوں کے سربراہان کے پاس ہوں اور پارلیمان کے اندر کوئی بارہ یا گیارہ سیاسی جماعتیں موجود ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گیارہ یا بارہ پارٹی کے سربراہان کو یہ اختیار ہے کہ وہ جیسے چاہیں آئین میں ترامیم کر دیں۔

Mr. Chairman, this is a very serious matter giving powers to amend the Constitution to 10 or 12 party heads, I think it is a dangerous concentration of powers in the party head and the framers of 18th Amendment should, and this parliament also should give it a serious thought.

اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ جب اس آئینی ترمیم کا ڈول دوبارہ ڈالا گیا تو کن quarters کی طرف، کن عناصر کی طرف سے یہ خواہش کا اظہار کیا ہو گا، دباؤ ہو گا I cannot say that because I am not privy to these things لیکن generally یہ کہا جاتا ہے کہ کچھ طبقے یہ چاہتے تھے کہ یہ ہو، غالباً ان کا دباؤ بھی ہوتا ہو گا now what does it mean, it means we are exposing 10 or 12 party leaders only to that kind of enormous pressure. If it is there, let us rescue the 10 or 12 party leaders from being bulldozed by this kind of pressure and determining to amend and alter the Constitution which might run counter to the conscience of many parliamentarians. اگرچہ میں اس کو reverse نہیں کر سکتا، اور میں بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح اس کو ووٹ دوں گا اور ووٹ دیتے وقت diminish feel کروں

گا I will feel diminished, I am already diminished لیکن میں اپنے تمام دوستوں کے سامنے یہ تجویز رکھتا ہوں، مجھے کوئی تعجب نہیں ہوگا کیونکہ میں نے پارٹی سے بات نہیں کی، میری کوشش ہوگی کہ میں اپنی پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ میں یہ بات رکھوں لیکن میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ بات میں اپنی ذات کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں، ہو سکتا ہے شام سے پہلے میری پارٹی سے بیان بھی آ جائے کہ یہ فرحت اللہ بابر کا ذاتی خیال تھا، اس لیے میں نے پہلے ہی وضاحت کر دی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ

this provision of the Constitution incorporated into by virtue of 18th Amendment is fundamentally flawed is basically wrong, needs to be revisited, needs to be corrected and must all political parties try to rescue the party heads 10 or 12 from being subjected to real, imagine pressure from quarters known or unknown to amend the Constitution. That is all Mr. Chairman that I want to say on this occasion and I want to thank you very much for giving me time to say what I said. Thank you very much.

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! کیا proceeding ابھی چلانا چاہتے ہیں یا کیا کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ہم نے آپس میں مشورہ کیا ہے اور ہماری تجویز یہی ہے کہ کچھ حضرات جو باہر تھے وہ بھی آنا چاہتے ہیں، جو پاکستان کے اندر تھے وہ بھی آنا چاہتے ہیں اس لیے ہماری request ہوگی کہ اگر اس کو منگل afternoon پر رکھا جائے تو سب کے لیے آسانی ہو جائے گی، Friday کے لیے پھر مشکل ہوگا۔

Mr. Chairman: Leader of the Opposition.

سینیٹر اعتزاز احسن: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 28th of March 2017 at 3:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 28th of March 2017 at 3:00 p.m.]

Index

Mr. Zahid Hamid....2, 3, 8, 31, 32, 33
Senator Atta Ur Rehman....30, 31
Senator Ayesha Raza Farooq....44
Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi....45, 46
جناب زاہد حامد....3
سینیٹر الیاس احمد بلور....39, 40, 41
سینیٹر تاج حیدر....37, 38, 39
سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی....8, 9
سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق....54
سینیٹر سعید الحسن مندوخیل....28
سینیٹر شیری رحمٰن....25
سینیٹر عائشہ رضا فاروق....43
سینیٹر غوث محمد خان نیازی....49
سینیٹر فرحت اللہ بابر....51
سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم....42
محمد اعظم خان سواتی سینیٹر....22, 23, 24
سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ....12, 14, 16, 34, 36
سینیٹر محمد علی سیف....17
سینیٹر مولانا عطاءالرحمٰن....6
سینیٹر میاں محمد عتیق شیخ....19
سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی....21